مولائے کائنات

صِدّیقِ اَکبَر!!!

سلام الله تعالي عليه

از قلم

مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین ۔ سکھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سخنِ اول

چند دن پہلے بندہ نے مولائے کائنات مولی المسلمین مولا علی سلام اللہ تعالی علیہ کے مقامِ صدیقیتِ کبری کے بارے میں چند سطور سپردِ قلم کیں تو اگلے ہی دن حضور قبلہ فخر اہلسنت سید السادات **سید عبد الماجد محبوب** شاہ صاحب ادام اللہ معالیہم نے ایک صاحب کا مضمون ارسال فرمایا۔

مضمون نویس کے نام کے ساتھ **"امجدی برکاتی"** کے ساتھ ساتھ **"دارالعلوم احسن البرکات،مارہرہ مطہرہ"** لکھا ہوا تھا۔ سوچا کہ شاید کوئی صاحبِ علم ہیں لیکن جب ان کی لکھی ہوئی سطور کو ایک نظر دیکھا تو افسوس ہوا، کیونکہ بندہ نے انہیں نہ تو "صاحبِ علم" پایا اور نہ ہی "منصف مزاج"۔

موصوف کے مضمون کا حاصل یہ تھا کہ:

صدیقِ اکبر فقط حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ہیں اور مولائے کائنات صدیقِ اکبر نہیں اور مولائے کائنات کے حق میں وارد ہونے والی حدیث "قابلِ بیان نہیں"

موصوف کی گفتگو کے ناقدانہ جائزہ سے پہلے گزارش کرنا چاہوں گا کہ:

یہاں دو مقام ہیں:

پہلا مقام: حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کا مقامِ صدیقیت۔

دوسرا مقام: مولائے کائنات مولا علی کا مقامِ صدیقیت۔

ہم اہلِسنت کے نزدیک حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کے مقامِ صدیقیت کے بارے میں کسی قسم کا کوئی تردد نہیں۔ آپ صدیق ہیں بلکہ صدیقِ اکبر ہیں۔

یہ بات اپنی جگہ ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے سیدنا ابو بکر صدیق کے لیے "صدیقِ اکبر" کا لقب ثابت نہیں۔۔۔!!!

لیکن پوری امت سیدنا ابو بکر صدیق کو صدیقِ اکبر ماننے پر متفق نظر آتی ہے۔ امتِ مسلمہ کے جن اکابر نے سیدنا ابو بکر صدیق کے لیے یہ لقب استعمال کیا، وہ مقاماتِ ولایت کو ہم سے بہتر جاننے والے اور اس باب میں امانت دار تھے۔۔۔!!!

جب ہم نے دین کی باقی ساری باتیں ان کے بتانے پہ مانیں تو خاص صدیقیہ کبری کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔۔۔!!!

لیکن اتنا ضرور کہنا چاہوں گا کہ:

وہ لوگ جنہیں مولائے کائنات مولا علی کے اس لقب پر اعتراض ہے، اگر ان کے گمان کے مطابق حدیث سے سیدنا مولا علی کے لیے یہ لقب ثابت نہیں تو کیا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کے لیے کسی حدیث سے "صدیقِ اکبر" کا لقب ثابت ہے؟

مولائے کائنات کے لیے مروی حدیث کی سند میں کلام ہے تو کیا سیدنا ابو بکر صدیق کے لیے کوئی مستند روایت موجود ہے کہ جانِ کائنات جنابِ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کو "صدیقِ اکبر" کہا ہو؟

اگر نہیں اور یقینا نہیں تو پھر سیدنا ابو بکر صدیق کو بھی "صدیقِ اکبر" کہنے پر پابندی لگا دیجیے۔

خدارا!

اہلِسنت کے حال پہ رحم کرو اور اپنا مزاج اپنے پاس رکھو۔

خصائصِ اہلبیت اور بالخصوص مناقبِ مولائے کائنات پہ تم لوگوں نے جس انداز میں گفتگو شروع کر دی ہے، وہ صرف غلط ہی نہیں بلکہ اہلِسنت کی پوری عمارت کو منہدم کرنے کے لیے کافی ہے۔

تمہارے دلوں میں تنگی مولائے کائنات کے لیے ہے اور اسے دفاعِ افضلیتِ صدیقِ اکبر کا نام دے کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہو۔۔۔!!!

لوگوں کو خدا خوفی کا درس دیتے ہو اور خود روزِ محشر کی حاضری کی پرواہ کیے بغیر "مَنِ اتَّخَذَ إِلَـٰهَهُۥ هَوَاهُ" کا مصداق بنے ہوئے ہو۔۔۔!!!

ہم اس سے قبل تم لوگوں کی دینداری اور خدا خوفی کا اندازہ کر چکے ہیں۔۔۔!!!

باتیں ادب کی کرتے ہو اور جس بدبخت نے رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر کی گستاخی کی اس کے لیے تاویلیں گھڑتے ہو۔۔۔!!!

جتنا جملہ جگر گوشۂ رسول ﷺ کے لیے بولا گیا، اگر اس کا ہزارواں حصہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے بولا جاتا تو تم سب لوگوں کے توپ خانے خرمنِ اہلِسنت کو تہس نہس کرنے تک گولہ بارود داغتے رہتے، لیکن جب بے ادبی رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی کی گئی تو تم لوگوں نے تاویلیں گھڑنا شروع کر دیں۔۔۔!!!

یہ بعینہا وہی طرزِ عمل ہے جو لگ بھگ ایک صدی پہلے دیابنہ کی طرف سے سامنے آیا تھا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پاک درباروں میں بے ادبی و گستاخی کے بعد ان لوگوں نے

بھی تاویلیں تو کیں لیکن توبہ کی توفیق نہ ملی، وہی طرزِ عمل تمہارے حصے میں آیا اور تم لوگوں نے بھی جگر گوشۂ رسول کی بے ادبی کے بعد تاویلیں تو کیں لیکن توبہ کی توفیق تم لوگوں کو بھی نہ ملی۔

اور سچ یہ ہے کہ تم دیابنہ سے بھی دو ہاتھ آگے ہو۔۔۔

ایک تو تم پروپیگنڈہ کے ماہر ہو، سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ دکھانا تمہاری چھنگلیا کا کھیل ہے، اسی وجہ سے ہم تمہارے ٹولے کو "دجالی ٹولہ" کہتے ہیں۔

اور دوسرے: تمہارے ٹولے نے خاندانِ رسول ﷺ کی جتنی گستاخیاں کیں، ہم پچھلے سو سال سے دیابنہ سے برسرِپیکار ہیں لیکن ایسی گستاخیاں دیابنہ نے بھی نہیں کیں۔ گستاخی اور بے باکی پر جتنی جرات تمہارے ٹولے میں دکھائی دی، اتنی جرات روافض کے علاوہ صرف تمہارے حصے میں آئی۔

ہم تمہارا مزاج اور تمہاری ترجیحات جان چکے ہیں، ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ سادہ لوح سنی اب تک آپ لوگوں کے ظاہری خدوخال سے دھوکے میں مبتلا ہیں۔

ہم اللہ کریم جل وعلا سے دعا کرتے ہیں کہ مالک کریم سنیوں کو تمہارا اصلی چہرہ پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

بحرمة النبی الامین وآله الطاہرین

صلی اللہ تعالی علیه وعلی آله وصحبه وسلم

محمد چمن زمان نجم القادری

جامعة العین ۔ سکھر

18 رجب المرجب 1443ھ / 20 فروری 2022ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"صدیقیت" مقاماتِ ولایت سے وہ عظیم مقام ہے کہ اس کے اور مرتبۂ نبوت کے درمیان محض ایک مرتبہ ادق واخفی جسے مقامِ قرب اور "سِرّ" سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ کوئی مرتبہ نہیں۔

امام المکاشفین شیخ محیی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:

فليس بين النبوة التي هي نبوة التشريع والصديقية مقام ولا منزلة فمن تخطي رقاب الصديقين وقع في النبوة الرسالية ومن ادعى نبوة التشريع بعد محمد صلى الله عليه وسلم فقد كذب بل كذب وكفر بما جاء به الصادق رسول الله صلى الله عليه وسلم غير أن ثم مقام القربة

پس نبوتِ تشریع اور صدیقیت کے بیچ کوئی اور مرتبہ حائل نہیں۔ تو جو شخص صدیقین کی گردنوں سے آگے بڑھا وہ نبوتِ رسالیہ تک جا پہنچا۔ (لیکن) جو شخص جنابِ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوتِ تشریع کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ جھٹلانے والا اور سچے رسول ﷺ کی تعلیمات سے کفر کرنے والا ہے۔

ہاں! وہاں (یعنی مقامِ صدیقیت اور مرتبۂ نبوت کے بیچ ایک مرتبہ) مقامِ قربت ہے۔

(الفتوحات المکیۃ 24/2)

پھر شیخِ اکبر مؤمن اور صدیق کے بیچ فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فكل من آمن عن نور في قلبه ليس له دليل من خارج سوى قول الرسول قل ولا يجد توقفا وبادر فذلك الصديق فإن آمن عن نظر ودليل من خارج أو توقف عند القول حتى أوجد الله ذلك النور في قلبه فآمن فهو مؤمن لا صديق فنور الصديق معد قبل وجود المصدق به ونور المؤمن غير الصديق يوجد بعد قول الرسول قل لا إله إلا الله

ہر وہ شخص جو دل میں ودیعت کیے ہوئے نور سے ایمان لائے، باہر سے سوائے قولِ رسول "قل" یعنی" کہہ " کے علاوہ کسی دلیل کا محتاج نہ ہو اور کسی تردد کو محسوس نہ کرے اور (رسول اللہ ﷺ کا پیغام سنتے ہی ایمان لانے میں) جلدی کرے تو وہ صدیق ہے۔

اور اگر خارجی دلیل اور غوروفکر سے ایمان لائے، یارسول اللہ ﷺ کے فرمانِ گرامی (سننے کے بعد) توقف کرے، یہاں تک کہ اللہ جل وعلا اس کے دل میں نور پیدا کر دے اور پھر وہ ایمان لائے تو وہ مؤمن ہے صدیق نہیں۔

پس صدیق کا نور "مصدق بہ" (یعنی جس کی تصدیق کر رہا ہے اس) کے وجود سے پہلے تیار کر دیا جاتا ہے اور مؤمن غیر صدیق کا نور اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان" کہو لا الہ الا اللہ" کے بعد پایا جاتا ہے۔

(الفتوحات المکیۃ 24/2)

صدیقیتِ کبری مولائے کائنات کو حاصل:

سطورِ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ مقامِ صدیقیت اگرچہ عظیم ترین مقام ہے لیکن مقامِ نبوت سے نیچے ہے اور خصائصِ نبوت، لوازم وملزوماتِ نبوت سے بھی نہیں۔ اور یہی حال صدیقتِ کبری کا ہے۔

جب مقامِ صدیقیت، بلکہ صدیقتِ کبری نہ تو مقامِ نبوت ہے اور نہ ہی خصائص، لوازم وملزوماتِ نبوت سے ہے تو پھر مولائے کائنات کو حاصل۔۔۔!!!

کیونکہ:

مولائے کائنات مولی المسلمین مولا علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا سَأَلْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ شَيْئًا إِلَّا سَأَلْتُ لَكَ مِثْلَهُ، وَلَا سَأَلْتُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا

أَعۡطَانِيهِ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ لِي: لَا نَبِيَّ بَعۡدَكَ

اے علی!

میں نے اللہ جل وعلا سے جو چیز بھی (اپنے لیے) مانگی، ویسی ہی تمہارے لیے بھی مانگی۔ اور میں نے اللہ جل وعلا سے جو بھی چیز مانگی، اللہ جل وعلا نے عطا فرمادی۔۔۔!!!

ہاں اس قدر ضرور ہے کہ رب کریم جل وعلا نے فرمایا:

حبیب پیارے تیرے بعد نبی کوئی نہیں۔

(معجم اوسط 7917 ، فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم الاصبهانی 79 ، 80 ، السنۃ لابن ابی عاصم 1313 ، الشریعۃ للآجری 1585 ، امالی المحاملی 185 ، 418 ، شرح مذاہب اہل السنۃ لابن شاہین 135 ، تاریخِ دمشق 310/42 ، 311)

مجمع الزوائد میں فرمایا:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ مَنِ اخْتُلِفَ فِيهِمْ.

(مجمع الزوائد 110/9)

"شَيْئًا" نکرہ کا تحت النفی وقوع عموم واستغراق کا مفید ہے اور استثناء صرف اور صرف مقامِ نبوت کا ہے جس کے ساتھ ہی لوازم وملزومات وخصائصِ نبوت اقتضاءً مستثنیٰ ہوگئے۔

اگر مقامِ "صدیقیتِ کبریٰ" نبوت یا لوازم وملزومات وخصائصِ نبوت سے ہوتا تو نہ صرف مولائے کائنات سے منتفی ہوتا بلکہ سیدنا ابو بکر صدیق سے بھی منتفی ہوتا۔ کیونکہ سیدنا ابو بکر صدیق افضل الناس بعد الانبیاء ہونے کے باوجود مقامِ نبوت کے حصے دار نہیں۔

جب "صدیقیتِ کبریٰ" سیدنا ابو بکر صدیق کے حصے میں آسکتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ نبوت، لوازم وملزومات وخصائصِ نبوت سے نہیں۔ جب ان امور سے نہیں تو فرمانِ رسول ﷺ کا عموم واطلاق مولائے کائنات کے لیے اس کے حصول پر ناطق ہے، پھر کسی مُبغِض کے انکار کی

کیا حیثیت ہے؟

حدیث مذکورہ بالا کی تائید متعدد روایات سے ہوتی ہے:

پہلی تائید:

حضرت عامر بن واثلہ کہتے ہیں کہ شوری کے موقع پر میں مولائے کائنات مولا علی کی ہمراہی میں گھر کے اندر موجود تھا تو مولائے کائنات نے فرمایا:

فأنشدكم بالله هل فيكم أحد قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما سألت الله شيئاً إلا سألت لك مثله" غيري؟

میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہارے اندر میرے علاوہ کوئی ایسا ہے جس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو:

میں نے اللہ جل وعلا سے جو بھی چیز مانگی ہے، تمہارے لیے اس کی مثل مانگی ہے۔

سب حضرات نے جوابا کہا:

اللهم لا

اللہ کی قسم! نہیں۔

(حديث الولاية لابى العباس ابن عقدة ص 91 ، 92 ، مناقب على لابن المغازلى حديث 155)

دوسری تائید:

ابو الجحاف کہتے ہیں کی ایک شخص امیر المؤمنین مولی المسلمین سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا:

حَدِّثْنَا بِأَعْجَبِ سَابِقَةٍ كَانَتْ لَكَ عَلَى لِسَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ؟

آپ ہمیں زبانِ رسول ﷺ سے بیان ہونے والی اپنی سب سے زیادہ عجیب فضیلت بتائیں۔

مولا علی نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبانِ اقدس سے میری بکثرت سبقتوں کا بیان فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ، مَا سَأَلْتُ رَبِّي اللَّيْلَةَ لِنَفْسِي شَيْئًا إِلَّا أُعْطِيتُهُ، وَلَا سَأَلْتُ لِنَفْسِي شَيْئًا إِلَّا سَأَلْتُ لَكَ مِثْلَهُ، فَأَعْطَانِي مَا سَأَلْتُ

اے علی ! آج رات میں نے اپنے پروردگار سے اپنے لیے جو بھی چیز مانگی، مالک کریم جل وعلا نے وہ مجھے عطا کر دی گئی۔ اور میں نے اپنے لیے جو بھی چیز مانگی، تمہارے لیے ویسی ہی مانگی تو میں نے جو مانگا اللہ تعالی نے عطا فرما دیا۔

(ترتيب الامالی الخميسية للشجری 697)

تیسری تائید:

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ مولائے کائنات نے فرمایا:

میں دربارِ رسالت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو اپنے کاشانۂ اقدس میں جائے نماز پہ پایا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا:

يا علی بت ليلتی هذه حيث تری أصلی وأسأل ربی تعالی فما سألت ربی شيئا إلا سألت لك مثله وما سألت من شئ إلا أعطانی إلا أنه قيل لی لا نبی بعدی

اے علی !

میں نے اپنی یہ رات جیسے تم دیکھ رہے ہو، نماز پڑھتے ہوئے اور دربارِ الٰہی میں دعا کرتے گزاری۔ اور میں نے اپنے پروردگار سے جو بھی چیز مانگی تمہارے لیے اس جیسی چیز مانگی۔ اور

میں نے اللہ جل وعلا سے جو بھی چیز مانگی اللہ تعالی نے عطا فرما دی لیکن مجھے یہ فرمایا گیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(تاريخ دمشق 311/42)

اسانید:

رہی بات ان روایات کی اسانید کی تو پہلی روایت کے بعد ہم صاحبِ مجمع الزوائد کا قول ذکر کر چکے، فرمایا:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ ، وَفِيهِ مَنِ اخْتُلِفَ فِيهِمْ.

(مجمع الزوائد 110/9)

علامہ نور الدین ہیثمی کے اس جملہ سے اولا تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ:

اس روایت کے رجال کے رد پر اہلِ علم کا اتفاق نہیں۔

نیز: حدیث موضوع نہیں۔

اور پھر جب دیگر روایات کو ساتھ ملا کر ایک معنی کلی میں اشتراک کی وجہ سے بحیثیتِ مجموع دیکھا جائے تو اب کم از کم بابِ مناقب میں تو معتبر ہونا یقینی ہے۔

علامہ ابنِ حجر مکی الصواعق میں امام بیہقی سے ناقل، فرمایا:

وَهَذِه الْأَسَانِيد وَإِن كَانَت ضَعِيفَة لَكِنَّهَا إِذا ضم بَعْضهَا إِلَى بعض أحدثت قُوَّة

یہ اسانید اگرچہ ضعیف ہیں لیکن جب بعض کو بعض سے ملایا جائے تو قوت پیدا کرتی ہیں۔

(الصواعق المحرقة 536/2)

محقق علی الاطلاق امام ابن الہمام رحمہ اللہ تعالی نے فتح القدیر میں فرمایا:

وَعَنْ هَذَا جَازَ فِي الْحَسَنِ أَنْ يَرْتَفِعَ إلَى الصِّحَّةِ إذَا كَثُرَتْ طُرُقُهُ، وَالضَّعِيفُ يَصِيرُ حُجَّةً بِذَلِكَ لِأَنَّ تَعَدُّدَهُ قَرِينَةٌ عَلَى ثُبُوتِهِ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ

بنابریں: جب حدیثِ حسن کے متعدد طرق ہوں تو جائز ہے کہ وہ درجۂ صحت تک پہنچ جائے اور اس (یعنی تعددِ طرق) کی وجہ سے ضعیف حجت بن جاتی ہے۔ کیونکہ حدیث کے طرق کا تعدد اس کے نفسِ امر میں ثبوت کا قرینہ ہے۔

(فتح القدير 446/1)

علامہ جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ پھر علامہ محمد طاہر فتنی متوفی 986ھ رقمطراز ہیں:

الْمَتْرُوك وَالْمُنكر إِذا تعدّدت طرقه ارْتقى إِلَى دَرَجَة الضعيف الْقَرِيب بل رُبمَا ارْتقى إِلَى الْحسن

متروک ومنکر کے جب متعدد طرق ہوں تو وہ ضعیفِ قریب تک جا پہنچتی ہے اور بسا اوقات درجۂ حسن تک بلند ہو جاتی ہے۔

(التعقبات ص 341 ح 317 ، تذكرة الموضوعات ص 97)

علامہ علی قاری فرماتے ہیں:

وَتَعَدُّدُ الطُّرُقِ يُبْلِغُ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ إِلَى حَدِّ الْحَسَنِ

اور طرق کا تعدد حدیثِ ضعیف کو حسن کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔

(مرقاة المفاتيح 795/2)

حدیث حسن ہو تو وہ بابِ اعمال میں بھی معتبر ہوتی ہے اور ہماری گفتگو تو بابِ مناقب میں ہے۔

اگر تعددِ طرق کے باوجود بابِ مناقب میں بھی حدیثِ مذکور کو قبول نہ کیا جائے تو اس کی ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے اور وہ ہے:

حدیث کا مناقبِ مولائے کائنات میں ہونا۔۔۔!!!

ورنہ حدیثِ مذکور کے بعض طرق کو اہلِ علم نے "صحیح" بھی قرار دیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ابن أبی عاصم ، وابن جریر وصححه، طس، وابن شاهین في السنة

(جمع الجوامع 527/17)

اور چونکہ اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ کی اس باب کی بیشتر نقول علامہ سیوطی ہی کی کتب سے ہوتی ہیں، لہذا اس حدیث کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ابن ابی عاصم اور ابن جریر بافادہ تصحیح اور طبرانی اوسط اور ابن شاہین کتاب السنہ میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی۔۔۔ الخ

(فتاوی رضویہ 680/15)

مقامِ غور:

اعلیحضرت نے ابنِ جریر کے افادۂ تصحیح کو بطورِ تسلیم ذکر کیا لیکن آج کے مسلکِ رضا کے پاسبانوں کی حالت یہ ہے کہ ایک طرف مسلکِ رضا، مسلکِ رضا کا راگ الاپتے ہیں اور دوسری طرف خود اعلیحضرت نے جن باتوں کو تسلیم کیا اور اپنی کتابوں کا حصہ بنایا، یہ نام نہاد پاسبانِ مسلکِ رضا انہی باتوں کو نہ صرف غیر معتبر بلکہ رافضیت قرار دیئے جا رہے ہیں۔۔۔!!!
کاش ہمارے سادہ لوح سنی بھائی ان مکاروں اور عیاروں کے چہرے پر پڑے نقاب کے پیچھے کی حقیقت کو پہچان سکیں، ورنہ ان مکاروں نے گلشنِ اہلِسنت کو اجاڑنے کی ٹھان لی ہے اور جو شخص ان کے رستے میں رکاوٹ بنتا ہے اسے رافضی، نیم رافضی، تفضیلی، نیم تفضیلی بول کر متنازع بنا دیتے ہیں تا کہ یہ اپنی من مانی کو مسلط کر سکیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گھٹری تاکی ہے اور تونے نیند نکالی ہے

بہر حال!

حدیث مذکورہ بالا بابِ مناقب میں معتبر اور حدیث کا عموم و اطلاق مقامِ صدیقیتِ کبری کے مولائے کائنات کے لیے حصول پر ناطق **والحمد لله علی ذلک۔**

اور جس قسم کا استدلال ہم نے ان کلماتِ مبارکہ سے کیا، ہم سے پہلے اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان اسی قسم کا استدلال ان کلماتِ مبارکہ سے کر چکے۔ فتاوی رضویہ میں اس حدیث، پاک کو ذکر کرنے کے بعد کہا:

اقول وباللہ التوفیق: یہ حدیث حضرت امیر المؤمنین کے لئے مرتبہ صدیقیت کا حصول بتاتی ہے۔

(فتاوی رضویہ **680/15**)

ظاہر سی بات ہے کہ اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کا استدلال حدیثِ مذکور کے عموم و اطلاق پر ہی مبنی ہے اور حدیثِ مذکور کا عموم و اطلاق فقط مقامِ صدیقیت نہیں بلکہ صدیقیتِ کبری کے مولائے کائنات کے لیے حصول کی خبر دیتا ہے۔

اگر مسلکِ رضا کے نام نہاد پاسبانوں کو ہمارے استدلال پر اعتراض ہو تو ذرا مولانا احمد رضا خان صاحب کی بھی خبر لے لے، کیونکہ ہم نے تو اسی رستے کی پیروی کی جس کی داغ بیل مولانا احمد رضا خان صاحب ڈال کر گئے تھے۔

مولائے کائنات صدیقِ افضل:

سطورِ بالا میں ہم نے راہِ استدلال کو اختیار کرتے ہوئے مولائے کائنات کے لیے صدیقیتِ کبریٰ کے حصول کی بات کی۔ لیکن یہ محض استدلالی بات نہیں، خود جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبانِ اقدس سے مولائے کائنات کے لیے مقامِ صدیقیت، بلکہ صدیقِ افضل ہونے کی صراحت فرمائی۔

عبد الرحمن بن ابی لیلی اپنے والد سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الصِّدِّيقُونَ ثَلَاثَةٌ: حَبِيبُ بْنُ مُرِّيٍّ النَّجَّارُ مُؤْمِنُ آلِ يَاسِينَ، وَخِرْتِيلُ مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الثَّالِثُ، وَهُوَ أَفْضَلُهُمْ

صدیق تین ہیں۔ حبیبِ نجار مؤمنِ آلِ یاسین۔ خرتیل مؤمنِ آلِ فرعون اور علی بن ابی طالب اور علی بن ابی طالب ان تینوں سے افضل ہیں۔

(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم 340 ، 6649 ، فضائل الصحابۃ 1072 ، 1117 ، مناقب علی لابن المغازلی 293 ، 294 ، ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری 681 ، المؤتلف والمختلف للدارقطنی 770/2 ، تاریخِ دمشق 43/42 ، 313)

یونہی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، فرمایا:

الصِّدِّيقُونَ ثَلَاثَةٌ: حِزْقِيلُ مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ وَحَبِيبٌ النَّجَّارُ صَاحِبُ آلِ يس وعَلِيُّ بْنُ أَبِي طالب

صدیق تین ہیں: حزقیل مؤمنِ آلِ فرعون۔ حبیب نجار صاحبِ آلِ یاسین اور مولائے کائنات مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ۔

(الجامع الصغیر 7989)

فائدہ: مؤمنِ آل فرعون کا نام بعض روایات میں حِزقیل ہے اور بعض میں خِرتیل اور بعض میں حِزبیل۔

اقول وباللہ التوفیق:

بات اگر فقط "صدیقِ اکبر" کے لقب کی کی جائے تو وہ اس حدیث سے بھی ثابت ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صدیقین کی تعداد تین بیان کرنے کے بعد مولائے کائنات کو ان سب سے افضل قرار دیا۔ جس کے معنی کچھ اس طرح بنتے ہیں:

حبیب نجار صدیق ہیں، خرتیل صدیق ہیں اور مولا علی صدیقِ افضل ہیں۔ اور بلا شبہ صدیقِ افضل صدیقِ اکبر ہیں۔

توجہ طلب:

اور یہاں میں ان لوگوں کو بھی متوجہ کرنا چاہوں گا جنہیں مولائے کائنات کی صدیقیت پہ بخار آرہا ہے، اگر کل کوئی شخص ان سے یہ کہہ دے کہ:

اس حدیث میں تو صدیقین فقط تین بیان کیے گئے اور اس میں حضرت ابو بکر کا نام ہی نہیں، پھر حضرت ابو بکر کو "صدیق" کیسے کہتے ہو؟ جب آپ کے لیے مقامِ صدیقیت بھی ثابت نہیں پھر آپ صدیقِ اکبر کیسے بن گئے ؟؟؟

لازمی بات ہے کہ جواب میں کہا جائے گا کہ:

عدد کے لیے مفہوم نہیں۔ صدیقین کی تعداد تین بیان کرنے کا مطلب چار، پانچ کی نفی نہیں۔

اگر یہ جواب دیا جائے تو یہ درست بھی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ سارا بخار مناقبِ مولائے کائنات پہ کیوں چڑھتا ہے؟

آپ لوگوں کی روش میں اور گستاخانِ شیخینِ کریمین کی روش میں کیا فرق ہے؟

ہر دو گروہوں کے ہاں مقبولانِ بارگاہ کے لیے تنگ دلی پائی جارہی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ دوسرا اگروہ شیخین کریمین کے لیے تنگ دل ہے اور تم لوگ جو سنیت کا ٹھیکہ اٹھائے ہوئے ہو بلکہ سنیت پہ قابض بنے بیٹھے ہو تمہارے دلوں میں اہلبیتِ مصطفی ﷺ اور بالخصوص مولائے کائنات کے لیے تنگ دلی ہے۔

جرم دونوں گروہوں کا ایک جیسا ہے بس نشانے کا فرق ہے۔۔۔!!!

مولائے کائنات صدیقِ اکبر:

سطورِ بالا میں مولائے کائنات کے صدیقِ افضل ہونے کا بیان ہوا، اب ہم ان کلماتِ شریفہ کو سپردِ قلم کرنا چاہیں گے جن میں مولائے کائنات کے صدیقِ اکبر ہونے کی صراحت موجود ہے۔

فرمانِ مولائے کائنات:

معاذہ عدویہ کہتی ہیں کہ میں نے مولا علی کو برسرِ منبر خطاب فرماتے سنا:

أَنَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ، آمَنْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤْمِنَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَأَسْلَمْتُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ

میں صدیقِ اکبر ہوں۔ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لایا اور ان کے اسلام لانے سے پہلے اسلام لایا۔

(الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم 186 ، 187 ، التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ 165/1 ح 382 ، الکنی والاسماء للدولابی 1587 ، الاوائل لابی عروبۃ الحرانی 46)

مولائے کائنات سے دوسری روایت:

مولائے کائنات سے عباد بن عبد اللہ راوی کہ مولائے کائنات نے فرمایا:

أَنَا عَبْدُ اللهِ، وَأَخُو رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ، لَا يَقُولُهَا بَعْدِي إِلَّا كَاذِبٌ

میں اللہ کا بندہ اور اللہ کے رسول کا بھائی ہوں۔ میں ہی صدیقِ اکبر ہوں، یہ بات میرے بعد نہ کرے گا مگر جھوٹا۔

(سنن ابن ماجہ 120 ، المستدرک علی الصحیحین 4585 ، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 961 ، السنن الکبری للنسائی 8338 ، الخصائص للنسائی حدیث 7 ، مصنف ابن ابی شیبۃ 32084 ، الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم 178 ، السنۃ لابن ابی عاصم 1324 ، تفسیر ثعلبی 85/5 ، الخلعیات 504 ، الاوائل للعسکری ص133)

علامہ بوصیری کی رائے:

علامہ احمد بن ابی بکر کنانی بوصیری شافعی متوفی 840ھ نے زوائدِ ابن ماجہ میں فرمایا:

هَذَا إِسْنَاد صَحِيح رِجَاله ثِقَات

(مصباح الزجاجۃ 20/1)

ہمیں اندازہ ہے کہ علامہ بوصیری کی تصحیح کسی اور حدیث کے بارے میں ہوتی تو اسے مانا جاسکتا تھا، لیکن یہ حدیث چونکہ مولائے کائنات کے مناقب کے بارے میں ہے لہذا یہاں علامہ بوصیری سے بڑی اور انتہائی معتبر شخصیات کی بات بھی لائقِ اعتماد نہیں چہ جائیکہ علامہ بوصیری کو سنا جائے۔

علامہ سیوطی کی گرفت:

ابنِ جوزی نے اپنے مخصوص انداز کے مطابق اسے موضوعات میں ذکر کیا تو علامہ سیوطی نے تعقبات میں ابنِ جوزی کی صنیع سے عدمِ رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

قلت: اخرجه النسائی فی الخصائص والحاکم وقال: صحیح علی شرط الشیخین لکن تعبه الذہبی بان عبادا ضعیف۔

(التعقبات ص336 ح 312)

امام عارف شعرانی کی نقل:

عارف باللہ امام عبد الوہاب شعرانی متوفی 973ھ لوافح الانوار میں استاذ سیدی علی بن سیدی محمد

وفا سے ناقل، فرمایا:

وقال: لا يبلغ عني إلا أنا أو علي فعلي لسانه، واللسان أخص المراتب بالناطق فلذلك قال: علي رضي الله عنه أنا الصديق الأكبر يعني للحق المحمدي الصادق عليه لا يقولها بعدي إلا كاذب، ولما كان اللسان باب مدينة روح الكشف والبيان جاء في الخبر: " أنا مدينة العلم وعلي بابها " وهذا الخبر وإن كان في سنده مقال فإن شاهد الحال يشهد به، وهو الثقة الأمين، فافهم

یعنی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری طرف سے نہ پہنچائے گا مگر میں یا علی۔ پس مولا علی "لسانِ رسول ﷺ" ہیں اور ناطق کے مراتب میں سے زبان اخص ترین مرتبہ ہے۔ اسی لیے مولا علی نے فرمایا:

میں ہی صدیقِ اکبر ہوں۔

یعنی محمدی حق (کی تصدیق کرنے والے) جو خود مولا علی پہ صادق ہے۔

(پھر مولا علی نے فرمایا) یہ بات میرے بعد نہ کرے گا مگر جھوٹا۔

جب زبان روحِ کشف و بیان کے شہر کا دروازہ ہے، پس حدیث میں آیا:

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

اس حدیث کی سند میں اگرچہ کلام ہے لیکن "گواہِ حال" اس کی گواہی دیتا ہے اور "گواہِ حال" لائقِ اعتماد اور امین ہے۔ تو اس بات کو سمجھ۔

(لوافح الانوار فی طبقات الاخیار 54/2)

کاش یہ نام نہاد سنی حضرات اپنی اصل پہچان سکیں۔ ان حضرات نے عملی طور پر تصوف سے منہ موڑ لیا ہے، اور جو تصوف کے تھوڑے بہت نام لیوا ہیں وہ باطن کو ظاہر کا پابندِ سلاسل کرنا

چاہتے ہیں۔ یہ اس موضوع کے لیے مقامِ تفصیل نہیں ورنہ اس سلسلے میں کہنے کو بہت کچھ ہے۔ ان ظاہر بینوں سے فقط اتنا کہنا چاہوں گا کہ:

پردۂ غیب سے گرز کر عالمِ غیب کی خبریں دینے والی جن ہستیوں کی باتیں مان کر تم کسی کو غوث کہتے ہو، کسی کو قطب مانتے ہو، سلسلۂ اوتاد ونقباء ونجباء کے عہدے داران کی نشاندہی جن اربابِ حال کی گواہی پہ کرتے ہو، وہی حضرات مولائے کائنات کے صدیقِ اکبر ہونے کی تصدیق بھی کر رہے ہیں۔ ان حضرات کی باقی باتیں مقبول ہیں تو مولائے کائنات کے مناقب میں ان کے اقوال کیوں لائقِ اعتماد نہیں؟

اور علامہ شعرانی کو اعلیحضرت نے اپنے فتاوی میں جابجا "عارف باللہ" اور "امام" کا لقب دیا ہے۔ اعلیحضرت جسے "امام" مانیں، تم لوگوں کو ان کی اقتداء سے انکار کیوں؟ اور اگر انکاری ہو تو کھل کر سامنے آؤ اور مسلکِ رضا کا نقاب اپنے چہروں سے اتار پھینکو۔۔۔!!!

علامہ مناوی:

علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی 1031ھ مولائے کائنات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

باب مدينة العلم ربان سفينة الفهم سيد الحنفاء زين الخلفاء ذي القلب العقول واللسان السؤل بشهادة الرسول أمير المؤمنين (علي) بن أبي طالب القائل فيه المصطفى: " من كنت مولاه فعلي مولاه " والقائل هو لو شئت لأوقرت لكم من تفسير سورة الفاتحة سبعين وقرا. والقائل: أنا عبد الله وأخو رسوله والصديق الأكبر لا يقولها بعدي إلا كاذب. قتل بالكوفة شهيدا وعمر كالنبي وصاحبيه.

شہرِ علم کے دروازہ، سفینۂ فہم کے ناخدا، باطل سے جدا گروہ کے سردار، خلفاء کی زینت، رسولِ خدا ﷺ کی گواہی کے مطابق انتہائی عقل والے دل اور پوچھنے والی زبان کے مالک، امیر المؤمنین علی بن ابی طالب۔

جن نے کے بارے میں مصطفی ﷺ فرمانے والے ہیں: جس کا میں مولا اس کے علی مولا۔

اور وہ خود فرمانے والے: اگر میں چاہوں تو تمہارے لیے سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے 70 بوجھ لاد دوں۔

اور فرمانے والے: میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول ﷺ کا بھائی اور صدیقِ اکبر۔ یہ بات میرے بعد نہ کرے گا مگر جھوٹا۔

آپ کوفہ میں شہید کر دیئے گئے اور نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صاحبین رضی اللہ تعالی عنہما جتنی عمر پائی۔

(فیض القدیر 49/1)

علامہ مناوی وعزیزی:

علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی 1031ھ اور علامہ علی بن احمد عزیزی متوفی 1070ھ رقمطراز ہیں:

فَهُوَ صديق هَذِه الأمة الأَعْظَم وَلِهَذَا قَالَ أَنا الصّديق الأَكْبَر لَا يَقُولهَا غَيْرِي

یعنی مولائے کائنات اس امت کے صدیقِ اعظم ہیں۔ اسی لیے آپ نے فرمایا: میں ہی صدیقِ اکبر ہوں، یہ بات میرے علاوہ کوئی نہ کرے گا۔

(التیسیر 104/2 ، السراج المنیر 278/3)

شیخِ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی:

شیخِ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی متوفی 1052ھ کی شخصیت برصغیر پاک وہند میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ان شخصیات سے ہیں کہ جن کے نام کے ساتھ فکرِ اہلِسنت کی

پہچان ہوتی ہے۔ حتی کہ بد عقیدہ لوگ بھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اپنے آپ کو شیخِ محقق رحمہ اللہ تعالی سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

شیخِ محقق کی نگاہ میں بھی مولائے کائنات کا شمار صدیقین میں ہوتا ہے اور آپ کی صدیقیتِ کبری پہ دلالت کرنے والی احادیثِ طیبہ اپنے باب میں معتبر ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

واسم الصديق مما غلب على أبي بكر - رضي اللّٰه عنه -، ولكن معناه غير منحصر فيه، وقد ذكر السيوطي من حديث سلمان وأبي ذر معًا كما رواه الطبراني، ومن حديث حذيفة كما رواه العقيلي في الضعفاء وابن عدي في الكامل في مناقب علي: أن النبي -صلى اللّٰه عليه وسلم- قال:

هذا أول من آمن وهو أول من يصافحني يوم القيامة، وهذا الصديق الأكبر، وهذا فاروق هذه الأمة يفرق بين الحق والباطل، وهذا يعسوب المسلمين، والمال يعسوب الظالمين

صدیق کا نام ان ناموں سے ہے جو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق پر غالب ہو گیا لیکن اس کے معنی سیدنا ابو بکر صدیق میں منحصر نہیں۔ علامہ سیوطی نے حضرت سلمان اور حضرت ابو ذر اکٹھے کی حدیث بیان کی جیسا کہ اسے طبرانی نے روایت کیا اور حذیفہ کی حدیث جیسا کہ اسے عقیلی نے ضعفاء میں اور ابن عدی نے الکامل میں "مولائے کائنات مولا علی کے مناقب" کے بیان میں روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

یہ (حضرت علی) سب سے پہلے مؤمن اور سب سے پہلے وہ شخص ہیں جو قیامت کے روز مجھ سے مصافحہ کریں گے اور یہ ہی صدیقِ اکبر ہیں اور یہ اس امت کے فاروق ہیں جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرتے ہیں اور یہ مسلمانوں کے سردار ہیں اور مال ظالموں کا رئیس ہے۔

(لمعات التنقیح 677/9)

اشعۃ اللمعات کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

وصدیق اگرچه لقب امیر المؤمنین ابی بکر شده رضی اللّٰہ تعالی عنه ولیکن معنی این منحصر نیست در وی وصادق است بر غیر او از صدیقان وسیوطی بطرق متعدده در مناقب امیر المؤمنین علی رضی اللّٰہ تعالی عنه آورده که این اول کسی است که ایمان آورده واول کسی است که مصافحه میکند روز قیامت واین صدیقِ اکبر وفاروقِ این امت است۔

یعنی صدیق اگرچہ سیدنا ابو بکر صدیق کا لقب ہو چکا ہے لیکن اس کے معنی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق میں منحصر نہیں بلکہ آپ کے علاوہ دیگر صدیقین میں بھی پائے جاتے ہیں۔ علامہ جلال سیوطی کئی طرق سے سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے مناقب میں لے کر آئے ہیں کہ مولا علی وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے اور وہ شخص ہیں جو قیامت کے روز مصافحہ کریں گے اور آپ صدیقِ اکبر ہیں اور اس امت کے فاروق ہیں۔

(اشعۃ اللمعات 374/4)

قارئینِ کرام!

شیخِ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی اس حدیث کو "صدیقیت" کے سیدنا ابو بکر صدیق میں "عدمِ انحصار" کی دلیل کے طور پر پیش کر رہے ہیں اور بتانا چاہ رہے ہیں کہ یہ لقب اگرچہ سیدنا ابو بکر صدیق کے لیے مشہور ہو چکا ہے لیکن در حقیقت اس لقب کا مصداق مولائے کائنات بھی ہیں۔۔۔ کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ شیخِ محقق کے نزدیک یہ حدیث سرے سے غیر معتبر ہے؟

آپ تو سند پہ ہونے والی گفتگو کا جواب دینا چاہ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں:

"بطرق متعدده"

گویا فرما رہے ہیں کہ: چونکہ یہ حدیث طرقِ متعددہ سے مروی ہے لہذا بعض رجال کی وجہ سے

پیدا ہونے والی کمزوری کو طرق کے تعدد نے دور کر دیا ہے۔

برصغیر کا وہ عظیم محدث جن کی بابِ حدیث کی خدمت اپنے تو اپنے، پرائے بھی مانتے ہیں، انہوں نے ان احادیث کو معتبر جانا اور ان سے استدلال کیا۔ اگر آج کل کے گوگل مولویوں کی گوگل سیرچ اس کے برخلاف جاتی ہے تو وہ اپنا قبلہ سیدھا کریں، ہمیں شیخِ محقق جیسی شخصیات کا اقتداء کافی ہے۔

علامہ نورالدین سندھی:

علامہ نور الدین ٹھٹھوی سندھی متوفی 1138ھ نے دیکھا کہ بعض حضرات مولائے کائنات کی صدیقیتِ کبری پر ناطق حدیث کو موضوع قرار دے رہے ہیں، حالانکہ اس کی سند میں کوئی ایسا راوی نہیں کہ جس پر حدیث گھڑنے کی تہمت رکھی جاسکے۔ پس آپ نے اس حدیث کے درست معنی بیان کرنے کے بعد کہا:

قُلْتُ: فَكَأَنَّ مَنْ حَكَمَ بِالْوَضْعِ حَكَمَ عَلَيْهِ لِعَدَمِ ظُهُورِ مَعْنَاهُ لَا لِأَجْلِ خَلَلٍ فِي إِسْنَادِهِ وَقَدْ ظَهَرَ مَعْنَاهُ بِمَا ذَكَرْنَا.

میں کہتا ہوں: لگتا ہے کہ جس کسی نے اس حدیث کو موضوع کہا، اس کے معنی واضح نہ ہونے کی وجہ سے کہا، نہ کہ اس کی سند میں کسی خلل کی وجہ سے۔ اور اس کے معنی ہماری گفتگو سے واضح ہو چکے ہیں (لہذا موضوع کہنے کی کوئی وجہ نہیں رہی۔)

(حاشية السندی علی سنن ابن ماجه 58/1)

شاہ عبدالغنی محدث دہلوی:

شاہ عبد الغنی محدث دہلوی متوفی 1296ھ سنن ابن ماجہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

لا يقولها أي جملة انا الصديق الأكبر بعدى الا كذاب الظاهر والله اعلم أنه استثنى بقوله بعدى أبا بكر الصديق رضي الله تعالى عنهما لان الصديقية الكبرى حصلت لهما

مولائے کائنات نے فرمایا: "یہ بات کوئی نہیں کرے گا"

اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد اپنے آپ کو صدیقِ اکبر کوئی نہیں کہے گا سوائے سخت جھوٹے شخص کے۔

اس فرمان سے ظاہر یہ ہے –اور اللہ جل وعلا زیادہ بہتر جاننے والا ہے– کہ مولائے کائنات نے "میرے بعد" کہہ کر سیدنا ابو بکر صدیق کا استثناء کیا ہے، کیونکہ صدیقیتِ کبری حضرت ابو بکر اور مولائے کائنات ہر دو کو حاصل تھی۔

(انجاح الحاجۃ حاشیۃ سنن ابن ماجہ ص 20 حاشیہ 5 حدیث 120)

شاہ عبد الغنی محدث دہلوی کا حوالہ تو حضرات علمائے دیوبند کے لیے بھی تقدس کا حامل ہے کیونکہ علمائے دیوبند کے پاس موجود علمِ حدیث میں شاہ عبد الغنی محدث دہلوی کا نام جلی حروف سے لکھے جانے کے لائق سمجھا جاتا ہے۔ جب ان اکابر کو مولائے کائنات کی صدیقیتِ کبری تسلیم ہے تو پتا چلے کہ اصاغر کس کے پیچھے چل پڑے ہیں؟ کیا ان سب کا پیر و مرشد فقط گوگل ہی رہ گیا ہے؟

امام احمد رضا:

اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان انباء الحی میں مولائے کائنات مولا علی کے فرمانِ گرامی:

"فإنكم لا تسألون مثلی"

(یعنی تم مجھ جیسی شخصیت سے نہ پوچھ پاؤ گے۔)

اس کے تحت حاشیہ میں فرماتے ہیں:

و قد احترس رضي الله تعالى عنه للأشياخ الثلاثة رضوان الله تعالى عليهم إذ نفي الحال و الاستقبال دون الماضي، و ذلك كقوله كرم الله تعالى وجهه أنا الصديق الأكبر لا يقولها بعدي إلا كذاب

یعنی مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا نے سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت عمرِ فاروق، سیدنا عثمانِ ذو النورین کے مقام کو محفوظ رکھا، کیونکہ آپ نے حال واستقبال کی نفی کی (کیونکہ فعلِ مضارع حال واستقبال کے لیے استعمال ہوتا ہے) نہ کہ ماضی کی۔ اور مولائے کائنات کا یہ فرمانِ گرامی آپ کے اس فرمانِ گرامی کی مانند ہے جو فرمایا:

میں ہی صدیقِ اکبر ہوں، میرے بعد یہ بات صرف جھوٹا کرے گا۔

(انباء الحی ص 155 ح 3)

مولائے کائنات سے ایک سے زائد طرق سے مروی ہونے کے بعد علمائے اسلام اور اکابرِ اہلسنت کی ایک بڑی تعداد مولائے کائنات کو "صدیقِ اکبر" مان رہی ہے۔ جن حضرات کو اس فکر میں تفضیلیت یا رافضیت نظر آ رہی ہے کیا وہ بتانا پسند کریں گے کہ:

علامہ عبد الوہاب شعرانی پہ کیا فتوی بنتا ہے؟

سیدی علی بن محمد وفا پہ کیا فتوی لگے گا؟

علامہ عبد الرؤف مناوی، علامہ احمد بن علی عزیزی پہ کیا فتوی دیا جائے گا؟

شیخِ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی پہ کونسا فتوی لگے گا؟

اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان پہ کیا فتوی بنے گا؟

کیا یہ حضرات بھی تفضیلیت زدہ ہیں یا یہ مہربانیاں فقط ہم جیسوں ہی کے حصے میں آئیں گی؟

اہلِ علم کا قبول، دلیلِ صحتِ حدیث:

ہمارا پالا جس قوم سے پڑا ہے ان کی تگ ودو کا حاصل محض اس قدر ہے کہ کسی طرح مولائے کائنات کے کمالات ومناقب کی نفی کی جاسکے۔ ورنہ اگر ان حضرات میں حقیقت پسندی نام کی

کوئی چیز ہوتی تو سطورِ بالا میں مذکور اہلِ علم کے قبول کرنے کے بعد ان احادیثِ مبارکہ کی بابت گفتگو کی جسارت نہ کرتے۔

کیونکہ جیسے حدیث کی سند اس کی ثبوت کا قرینہ ہے، اسی طرح اہلِ علم کا کسی حدیث کو قبول کر لینا بھی اس کے ثبوت کا قرینہ ہے۔ امام ترمذی اپنی جامع میں احادیث کے ذکر کے ساتھ جابجا اہلِ علم کے قول و عمل کا بیان بھی کرتے ہیں۔ شارحین نے تصریح کی کہ اہلِ علم کے اقوال کے بیان کا مقصد حدیث کے فی نفسہ ثبوت کی تحقیق ہے۔

کیونکہ:

اہلِ علم کا کسی حدیث کے مطابق قول اس حدیث کی صحت کی دلیل ہے، چاہے اس کی کوئی لائقِ اعتماد سند نہ بھی ہو۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

قد صرح غير واحد بان من دليل صحة الحديث قول اهل العلم به وان لم يكن له اسناد يعتمد على مثله

یعنی کئی ایک اہلِ علم نے تصریح کی ہے کہ:

اہلِ علم کا کسی حدیث کے موافق قول حدیث کی صحت کے دلائل سے ہے، اگرچہ اس حدیث کی کوئی ایسی سند نہ بھی ہو جس جیسی سند پہ اعتماد کیا جاسکتا ہو۔

(التعقبات ص **90** ح **51**)

اہلِ علم کی یہ گفتگو بابِ اعمال میں ہے۔ یعنی اہلِ علم کسی حدیث کے موافق قول کر دیں تو وہ حدیث بابِ اعمال میں بھی معتبر اور صحیح مانی جائے گی۔

اگر اہلِ علم کے قول کی وجہ سے حدیث کو بابِ اعمال میں بھی معتبر مانا جاتا ہے تو مذکورہ بالا اہلِ

علم کے قول کے بعد مولائے کائنات کی صدیقیتِ کبری پہ دلالت کرنے والی احادیث کو بابِ مناقب میں کیوں معتبر نہیں مانا جائے گا؟ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ؟؟؟

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مولا علی صدیقِ اکبر:

یہاں تک ہونے والی گفتگو میں کئی وجہ سے مولائے کائنات کا "صدیقِ اکبر" ہونا بیان ہوا۔ ملتِ اسلامیہ کے بڑے بڑے نام مذکور ہوئے جنہوں نے مولائے کائنات کے اس منصب کو تسلیم کیا، خود مولائے کائنات نے بطورِ تحدیثِ نعمت اپنے اس منصب کا اظہار فرمایا۔ لیکن بات یہاں تک ختم نہیں ہوئی، حق یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ والا نے مولائے کائنات کو "صدیقِ اکبر" قرار دیا۔ اور یہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی ایک صحابہ اور متعدد طرق سے مروی ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولائے کائنات کو "صدیقِ اکبر" فرمایا۔

پہلی روایت:

مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

أَنْتَ الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ، وَأَنْتَ الْفَارُوقُ تَفْرُقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَأَنْتَ يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الظَّالِمِينَ

تم ہی صدیقِ اکبر ہو اور تم ہی فاروق ہو جو حق اور باطل کے بیچ فرق کرتے ہو۔ اور تم مومنوں کے رئیس ہو اور مال ظالموں کا رئیس ہے۔

(ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری 197)

دوسری روایت:

حضرات ابو ذر غفاری وسلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مولائے کائنات کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

إِنَّ هَذَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ يُصافِحُنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهَذَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ، وَهَذَا فارُوقُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَهَذَا يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الظَّالِمِ

بے شک یہ سب سے پہلے مجھ پہ ایمان لائے اور قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ یہ ہی صدیقِ اکبر ہیں اور یہ اس امت کے فاروق ہیں، حق اور باطل کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ یہ مومنین کے رئیس ہیں اور مال ظالم کا رئیس ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی **6184** ، تاریخِ دمشق **41/42** ، انساب الاشراف للبلاذری **118/2**)

علامہ نورالدین ہیثمی کی رائے:

مجمع الزوائد میں کہا:

وَفِيهِ عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ الْمِصْرِيُّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ.

(مجمع الزوائد **102/9**)

تیسری روایت:

حضرت ابوذر غفاری سے دوسرے طریق سے مروی ہے، جس میں عمرو بن سعید مصری نہیں ہیں۔ حضرت ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مولا علی سے فرمایا:

أَنْتَ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي، وَأَنْتَ أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَنْتَ الصِّدِّيقُ

الْأَكْبَرُ، وَأَنْتَ الْفَارُوقُ تَفْرُقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَأَنْتَ يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الْكُفَّارِ

تم سب سے پہلے مجھ پہ ایمان لائے اور قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کروگے اور تم ہی صدیقِ اکبر ہو اور تم ہی فاروق ہو جو حق اور باطل کے بیچ فرق کرتے ہو اور تم مومنین کے رئیس ہو اور مال کافروں کا رئیس ہے۔

(مسند بزار **3898** ، ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری **705** ، تاریخِ دمشق **41/42** ، **42** ، فرائد السمطین **140/1** ح **102** ، **103** ، مناقب علی بن ابی طالب لابن مردویہ ص **65** ، **66** ح **35** ، **36** ، **37** ، التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمۃ **165/1** ح **384**)

علامہ جلال الدین سیوطی کی رائے:

علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

أخرجه البزار في مسنده وسنده ضعيف

(الحاوی للفتاوی **50/2**)

چوتھی روایت:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جبکہ آپ ﷺ حضرت علی کے ہاتھ کو پکڑے ہوئے تھے:

هَذَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي، وَأَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهُوَ فَارُوقُ هَذِهِ الأُمَّةِ، يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ هُوَ يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الظَّلَمَةِ، وَهُوَ الصِّدِّيقُ الأَكْبَرُ

یہ سب سے پہلے مجھ پہ ایمان لائے اور قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں

گے۔یہ اس امت کے فاروق ہیں، حق اور باطل کے درمیان فرق کرتے ہیں اور مومنین کے رئیس ہیں اور مال ظالموں کا رئیس ہے۔یہ ہی صدیقِ اکبر ہیں۔

(تاریخِ بغداد 120/11 ، الکامل فی ضعفاء الرجال 379/5 ، الضعفاء الکبیر للعقیلی 47/2 ، تاریخِ دمشق 42/42 ، 43 ، مناقب علی بن ابی طالب لابن مردویہ ص 66 ح 38)

پانچویں روایت:

حضرت ابو لیلی غفاری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

ستكون بعدى فتنة، فإذا كان ذلك فالزموا على بن أبي طالب، فإنّه أوّل من آمن بي، وأول من يصافحني يوم القيامة، هو الصديق الأكبر، وهو فاروق هذه الأمة، يفرق بين الحق والباطل، وهو يعسوب المؤمنين، والمال يعسوب المنافقين

میرے بعد فتنہ ہونے والا ہے تو جب ایسا ہو تو علی بن ابی طالب کا ساتھ مت چھوڑو کیونکہ وہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ وہ ہی صدیقِ اکبر ہیں اور اس امت کے فاروق ہیں حق اور باطل کے درمیان فرق کرتے ہیں اور وہ ایمان والوں کے رئیس ہیں اور مال منافقوں کا رئیس ہے۔

(اسد الغابۃ 265/6 ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 1744/4 ، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ 294/7 ، تاریخِ دمشق 450/42)

چھٹی روایت:

مولائے کائنات مولا علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ! لَيْسَ فِي الْقِيَامَةِ رَاكِبٌ غَيْرُنَا وَنَحْنُ أَرْبَعَةٌ

اے علی!

قیامت کے روز ہم چار لوگوں کے علاوہ کوئی شخص سوار نہ ہوگا۔

انصار میں سے ایک شخص نے اٹھ کر عرض کی:

فِدَاكَ بأَبِي وَأُمِّي، فَمَنْ هُمْ؟

یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! وہ کون ہوں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا عَلَى الْبُرَاقِ، وَأَخِي صَالِحٌ عَلَى نَاقَةِ اللهِ الَّتِي عُقِرَتْ، وَعَمِّي حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتِي الْعَضْبَاءِ وَأَخِي عَلِيٌّ عَلَى نَاقَةٍ مِنْ نُوقِ الْجَنَّةِ، بِيَدِهِ لِوَاءُ الْحَمْدِ يُنَادِي: لَا إِلَهَ إِلَّا الله مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله، فَيَقُولُ الآدَمِيُّونَ: مَا هَذَا إِلَّا لَمَلَكٍ مُقَرَّبٍ أَوْ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ، أَوْ حَامِلِ عَرْشٍ، فَيُجِيبُهُمْ مَلَكٌ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ: يَا مَعْشَرَ الآدَمِيِّينَ! لَيْسَ هَذَا مَلَكًا مُقَرَّبًا، وَلَا نَبِيًّا مُرْسَلًا، وَلَا حَامِلَ عَرْشٍ هَذَا الصِّدِّيقُ الأَكْبَرُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ"

میں براق پر ہوں گا اور میرے بھائی صالح اس ناقۃ اللہ پہ ہوں گے جس کی کونچیں کاٹ دی گئی تھیں۔ اور میرے چچا حمزہ میری عضباء اونٹنی پر ہوں گے اور میرے بھائی علی جنتی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر ہوں گے، ان کے ہاتھ میں لواءِ حمد ہو گا اور یہ پکار رہے ہوں گے:

لَا إِلَهَ إِلَّا الله مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله

لوگ کہیں گے: یہ تو کوئی مقرب فرشتہ ہے، اللہ کا بھیجا ہوا نبی یا حاملِ عرش ہے۔

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) لوگوں کی اس بات پر عرش کے درمیان سے ایک فرشتہ انہیں جواب دے گا:

اے انسانوں کے گروہ!

نہ تو یہ مقرب فرشتہ ہیں اور نہ ہی نبیِ مرسَل اور نہ ہی حاملِ عرش۔۔۔

یہ صدیقِ اکبر علی بن ابی طالب ہیں۔

(مسند امام رضا حدیث **84** ، جمع الجوامع **529/18**)

تنبیہ:

علامہ جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کو "اللآلی المصنوعۃ" میں ذکر کرنے کے بعد کہا:

عبد الله بن أحمد بن عامر الطائي روى عن أهل البيت نسخة باطلة۔

یعنی عبد اللہ بن احمد بن عامر طائی نے اہلِ بیتِ کرام سے ایک باطل نسخہ روایت کیا ہے۔

(اللآلی المصنوعۃ **344/1**)

اور جمع الجوامع میں حافظ ذہبی کے حوالے سے فرمایا:

عبد الله بن أحمد بن عامر، عن أبيه من أهل البيت، له نسخة باطلة، فما اتهم إلا الابن دون الأب

عبد اللہ بن احمد بن عامر اپنے والد احمد بن عامر کے واسطہ سے اہلِ بیتِ کرام سے روایت کرتے ہیں اور عبد اللہ بن احمد کے پاس ایک باطل نسخہ تھا جس کی تہمت عبد اللہ بن احمد پر ہے ان کے باپ احمد بن عامر پر نہیں۔

(جمع الجوامع **529/18**)

اقول و باللہ التوفیق:

اگر حافظ ذہبی کے مخصوص مزاج کے باوجود عبد اللہ بن احمد طائی کے بارے میں اس بات کو مان لیا جائے جب بھی یہ اعتراض مذکورہ بالا حدیث پر وارد نہیں ہوتا، کیونکہ اس کی سند حافظ

سیوطی نے خود بیان کی:

عَنْ شَاذَانَ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّد بْنِ عَبْدِ اللهِ الْكَاتِبِ بِعكْبری، انبَأَ أَبُو الْقاسِمِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ غِيَاثٍ الْخُرَاسَانِی، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَامِرِ بْنِ سُلِيمِ الطَّائِیُّ، ثَنا عَلِیُّ بْنُ مُوسَى الرَّضِیُّ، حَدَّثَنِی أَبِی مُوسَى، حَدَّثَنِی أَبِی جَعْفَرُ، حَدَّثَنِی أَبِی مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِی أَبِی عَلِیٌ، حَدَّثَنِی أَبِی الْحُسَّيْنُ، حَدَّثَنِیَ أَبِی عَلِیُ بْنُ أَبِی طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

(جمع الجوامع **528/18**)

اس حدیث کو احمد بن عامر طائی سے ان کے بیٹے عبد اللہ بن احمد طائی روایت نہیں کر رہے بلکہ عبد اللہ بن محمد بن غیاث خراسانی راوی ہیں۔ اسی لیے حافظ ذہبی کو کہنا پڑا:

وَهَذَا الطَّرِيقُ مِنْ رِوايَةِ غَيْرِ الابْنِ، وَالأَبُ مُوَثَّقٌ، فَإِمَّا أَنْ تكُونَ هَذِهِ مُتَابعة للابْنِ فَيَخْرُجُ عَنِ التُّهْمَةِ. فَإِنَّ النُّسْخَةَ وَغَيْرَهَا مِنَ النُّسَخِ الْمَحْكُومِ بِبُطْلَانِهَا (لَيْسَ كُلَّهَا) بَاطِلَةٌ بَلْ غالِبُهَا، وَفِيهَا أَحادِيثُ لَهَا أَصْلٌ

یہ طریق عبد اللہ بن احمد کی روایت سے نہیں اور باپ یعنی احمد بن عامر طائی توثیق کیے گئے ہیں۔ پس یہ روایت یا تو بیٹے کے لیے متابعت بنے گی تو وہ تہمت سے باہر نکل جائے گا۔ کیونکہ یہ نسخہ اور اس کے علاوہ وہ نسخے جنہیں باطل کہا گیا وہ سارے کے سارے باطل نہیں بلکہ ان کی اکثر روایات باطل ہیں (لیکن اس کے باوجود) ان میں ایسی احادیث بھی موجود ہیں جو اپنی اصل رکھتی ہیں۔

(جمع الجوامع **528/18**)

اتنی گفتگو کرنے کے بعد حافظ ذہبی نے اپنے مزاج کے مطابق دوسرا احتمال بھی ذکر کیا جس میں اس حدیث کو کسی "سارق الحدیث" کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی، لیکن پھر یہ بھی

کہا:

وَلِهَذَا الْحَدِيثِ الآخَر شَاهِدٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ

اس آخری حدیث کے لیے حضرت عبد اللہ بن عباس کی حدیث سے شاہد ہے۔

(جمع الجوامع **530/18**)

قارئینِ کرام!

"صدیقیتِ کبری" ایک منقبت ہے اور یہاں تک ایک درجن سے زائد احادیثِ مرفوعہ و موقوفہ مذکور ہو چکیں جن کا صراحۃً، دلالۃً نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ:

مولائے کائنات صدیقِ اکبر ہیں۔۔۔!!!

ہمارے ائمہ و علماء نے مولائے کائنات کے اس منصب کو تسلیم کیا اور اپنی کتابوں کی زینت بنایا ہے۔

کیا مولائے کائنات کی منقبت ماننے کے لیے اس سے بھی مضبوط دلائل کی ضرورت ہے؟

اگر ایسا ہے تو یہ ناانصافی مولائے کائنات کے ساتھ کیوں؟

کیا دنیا بھر میں کوئی دوسری بھی ایسی شخصیت ہے جس کے مناقب کے لیے ایسی کڑی شرطیں لگائی جاتی ہوں؟

قصہِ نیل:

علامہ تاج الدین سبکی سیدنا فاروقِ اعظم کے بارے میں قصۂ نیل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وإذا قال لك المغرور أين أصل ذلك في السنة ؟ قل أيها المتعثر في أذيال الجهالات أيطالب الفاروق بأصل

اور جب تجھے کوئی دھوکا زدہ شخص کہے: سنت میں اس کی اصل کہاں ہے؟

تم کہو: اے جہالتوں کے دامنوں میں پھسلنے والے! کیا فاروق کے بارے میں اصل مانگی جائے گی؟

(طبقات الشافعیۃ الکبری 326/2)

قارئینِ ذی قدر!

یہ جملے ذکر کرنے کا مقصد سیدنا فاروقِ اعظم کی منقبت کا انکار نہیں۔۔۔اعاذنا اللہ من ذلک

مقصد محض عوام کو یہ بات سمجھانا ہے کہ:

بابِ مناقب میں کس قدر چشم پوشی سے کام لیا جاتا ہے اور سختی کرنے والے کو کس انداز میں جواب دیا جاتا ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی نے سیدنا فاروقِ اعظم کی منقبت کے بارے میں "اصل" کا تقاضا کرنے والے کو پہلے "مغرور" یعنی "دھوکا زدہ" قرار دیا اور پھر اس سے سختی سے گفتگو کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ اسے جوابی طور پر "جہالتوں کے دامنوں میں پھسلنے والا" کہہ کر مخاطب کرو اور اسے کہو کہ: سیدنا فاروقِ اعظم کے لیے اصل مانگتے ہو۔۔۔؟؟؟

قارئینِ کرام!

سیدنا فاروقِ اعظم کی منقبت کے بارے میں اصل مانگنے والے سے ایسی سخت کلامی اور مولائے کائنات کی صدیقیتِ کبری پہ اس قدر دلائل ہوتے ہوئے بھی اسے ماننا رافضیت کہلائے تو کیا یہ مولائے کائنات کے ساتھ سراسر ناانصافی نہیں؟

لیکن یہ ناانصافی ایک مخصوص طبقے کی طرف سے ہے، ورنہ علامہ سبکی نے جو گفتگو کی وہ درست کی۔ کیونکہ یہ بابِ مناقب ہے، یہ امتِ مسلمہ کی بزرگ ہستیوں کی عظمتوں اور فضیلتوں کا باب ہے۔ ان بزرگ ہستیوں کے سامنے ان امور کی کوئی بڑی حیثیت نہیں، کیونکہ

اللہ جل وعلانے انہیں اس سے کہیں بڑھ کر مقام عطا فرمایا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب امام احمد بن حنبل کے سامنے کوئی شخص کہتا کہ سیدنا ابو بکر صدیق کی یہ منقبت ثابت نہیں، مولائے کائنات کی یہ فضیلت ثابت نہیں تو امام احمد بن حنبل ایسی باتوں کا پسند نہ فرمایا کرتے تھے۔

ابو الفضل عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی متوفی 410ھ امام احمد بن حنبل بارے میں لکھتے ہیں:

وكان يسلم احاديث الفضائل ولا ينصب عليها المعيار وينكر على من يقول : ان هذه الفضيلة لابى بكر باطل وهذه الفضيلة لعلى باطل لان القوم افضل من ذلك۔

یعنی امام احمد بن حنبل فضائل والی احادیث کو مان لیا کرتے اور ان پر (سخت) معیار مقرر نہ فرماتے اور جو شخص کہتا:

ابو بکر صدیق کی یہ فضیلت باطل ہے اور مولا علی کی یہ فضیلت باطل ہے۔

امام احمد بن حنبل اس کی بات کا انکار کرتے۔ کیونکہ قومِ صحابہ اس سے کہیں زیادہ فضیلت کے حامل ہیں۔

(اعتقاد الإمام المنبل أبي عبد الله أحمد بن حنبل ص66)

لاکھوں احادیث کے حافظ امام احمد بن حنبل تو بابِ فضائل میں کڑا معیار مقرر نہ فرمائیں، لیکن آج وہ لوگ جنہیں سند کے ساتھ ایک حدیث بھی نہیں آتی وہ فضائلِ مولائے کائنات میں طرقِ متعددہ سے مروی احادیث کو قبول کرنے سے انکار کریں تو اسے ان حضرات کی بدنصیبی ہی کہا جا سکتا ہے۔ **وَلَكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ**

خاتمہ

سنی نما شخصیت کی گفتگو پر تبصرہ

قال:

صدیق اکبر کون ؟؟حضرت ابو بکر -یا- حضرت علی رضی اللہ عنہما

اقول بعون اللہ وتوفیقہ:

موصوف نے عنوانِ گفتگو میں مذکور تردید سے یہ بتانے کی کوشش کی کہ:

"صدیقِ اکبر "سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا مولا علی میں سے کوئی ایک ہے۔

میں کہتا ہوں کہ:

موصوف کی یہ فکر درست نہیں۔کیونکہ "صدیقیتِ کبری" ایک مقام ہے جس کے ایک سے زائد شخصیات کے لیے حصول سے کوئی مانع نہیں۔اور اگر موصوف کا دعوی ہے کہ:

"کائنات میں صدیقِ اکبر صرف ایک ہی ہو سکتا ہے"

تو پہلے اپنے اس دعوی پہ دلیل پیش کریں۔۔۔!!!

بعد ازاں:

اس مقام کے سیدنا ابو بکر صدیق کے لیے حصول پہ ایسی حجت پیش کریں جیسی حجت وہ مولائے کائنات کے حق میں مانگ رہے ہیں۔

جی ہاں!

صدیقیتِ کبری کی محض مولائے کائنات سے نفی کرنے سے سیدنا ابو بکر صدیق کے ثابت نہ ہو گی۔موصوف کو ثابت کرنا پڑے گا کہ:

خالق کریم جل وعلا نے سیدنا ابو بکر صدیق کو صدیقیتِ کبری سے نوازا ہے۔۔۔!!!

اور دلائل ویسے ہی پیش کرے جیسے دلائل مولائے کائنات کی صدیقیتِ کبری کے لیے مطلوب ہیں۔۔۔!!!

میں دعوے سے کہہ رہاہوں کہ تا صبحِ قیامت مولوی صاحب اپنی نسلوں کے ساتھ مل کر بھی اپنا مدعاثابت نہ کرپائیں گے۔۔۔!!!

قال:

بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کردیاہے کہ مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم صدیق اکبر ہیں۔

اقول بتوفیق اللہ وتائیدہ:

ان بعض لوگوں میں حضرت مولانا احمد رضا خان بھی ہیں۔ جیسا کہ ہم نے سطورِ بالا میں ذکر کیا کہ مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی نے فتاوی رضویہ میں مولائے کائنات کے مقامِ صدیقیت اور انباء الحی کے حاشیہ میں صدیقیتِ کبری کو بھی تسلیم کیاہے۔

قال:

چوں کہ اس بات کی ضرورت اس لیے پڑی کہ اس کے ذریعے افضلیت عمرین کو ختم کرکے مولائے کائنات کو سب سے افضل قرار دینا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم افضلیت پر ہونے والے حملے کا دفاع کریں۔

اقول بعون اللہ تعالی وتوفیقہ:

میں موصوف کی علمی حیثیت سے واقف نہیں۔ اگر موصوف واقعی اتنے کم علم ہیں کہ نظریۂ افضلیتِ صدیقِ اکبر تک کی خبر نہیں رکھتے تو پھر ان سے اس قسم کے جملے صادر ہونا بعید نہیں۔ لیکن ان پر یہ اعتراض بہر حال ہو گا کہ جب آپ اتنے نااہل ہیں کہ نظریۂ افضلیت کی حقیقت

سے ہی بے بہرہ ہیں تو آپ کو مصنف بننے کی دعوت کس نے دی ؟ بلکہ آپ کو حق کس نے دیا کہ دینیات میں طبع آزمائی کریں ؟ آپ بیٹھ کر اللہ اللہ کریں اور نماز روزہ میں دل لگائیں ، تصنیف و تالیف آپ کا میدان نہیں۔

اور اگر مضمون نویس صاحب کا شمار اصحابِ علم میں ہوتا ہے تو میں کہوں گا کہ موصوف کا یہ جملہ سخت بد دیانتی پر مشتمل ہے۔۔۔!!!

کیا سیدنا مولا علی کو صدیقِ اکبر مان لینے سے نظریۂ افضلیتِ سیدنا ابو بکر صدیق کو ٹھیس پہنچتی ہے ؟

اگر ہاں تو بتائیے ہم سطورِ بالا میں ایک سے زائد سندوں سے سیدنا مولا علی کا فرمان ذکر کر چکے کہ مولائے کائنات نے اپنے آپ کو "صدیقِ اکبر" قرار دیا۔۔۔!!!

تو اس کا مطلب کیا نکلتا ہے ؟ کیا مولائے کائنات سیدنا ابو بکر صدیق کی افضلیت کے قائل نہ تھے ؟

اگر نفی کرتے ہو تو آپ کی افضلیتِ صدیقِ اکبر کی دسیوں تقریریں باطل قرار پائیں گی اور اگر ہاں کرتے ہو اور یقیناً ہاں ہی کرنا پڑے گی تو ماننا پڑے گا کہ سیدنا ابو بکر صدیق کی افضلیت اور مولائے کائنات کی صدیقیتِ کبریٰ میں باہم کوئی منافات نہیں ، جبھی تو مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا اپنے آپ کو صدیقِ اکبر قرار دینے کے باوجود سیدنا ابو بکر صدیق کی افضلیت کے قائل تھے۔۔۔!!!

اگر سیدنا مولا علی کو صدیقِ اکبر ماننے سے نظریۂ افضلیتِ سیدنا ابو بکر صدیق پر حملہ ہوتا ہے تو یہ حملہ امام احمد بن حنبل ، نسائی ، ابن ماجہ ، حاکم ، ابن ابی شیبہ ، ابن ابی عاصم سے لے کر لاتعداد ائمہ و علماء سے گزرتے ہوئے سیدی علی بن سیدی محمد وفا پھر علامہ عبد الوہاب شعرانی نے بھی

کیا۔۔۔یہ حملہ علامہ عبد الرؤف مناوی، شیخِ محقق اور پھر اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان نے بھی کیا۔

بر صغیر پاک وہند میں اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان کو فکرِ اہلسنت کا ترجمان شمار کیا جاتا ہے، جب وہی ترجمان اٹھ کر افضلیتِ صدیقِ اکبر پہ حملہ کرتا ہے تو پھر تمہارے مسلکِ رضا کا کیا بنے گا؟

مجھے تو اس قسم کے لکھاریوں کو دیکھ کر حیرت اور افسوس ہوتا ہے کہ کیسے کیسے نمونے اپنے آپ کو اربابِ علم میں شمار کرتے ہیں۔

افضلیتِ صدیق اکبر ایک الگ مسئلہ ہے اور صدیقیتِ کبری ایک الگ مقام ہے، دونوں کے بیچ نہ تو اتحاد اور نہ ہی تلازم، پھر مولائے کائنات کے لیے صدیقیتِ کبری مان لینے سے افضلیتِ سیدنا ابو بکر صدیق پہ حملہ کیسے بنتا ہے؟

مسئلہ فضلِ جزئی:

حق یہ ہے کہ اگر صدیقیتِ کبری کی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق سے سرے سے نفی کرتے ہوئے مولائے کائنات کے ساتھ خاص مانی جائے جب بھی یہ کمال "فضلِ جزئی" کے باب سے بنے گا جس سے سیدنا ابو بکر صدیق کی افضلیتِ مطلقہ پہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔چہ جائیکہ مولائے کائنات کے ساتھ ساتھ سیدنا ابو بکر صدیق کے لیے بھی اس مقام کو تسلیم کیا جائے، پھر افضلیتِ صدیق اکبر پہ کیسے حملہ بنتا ہے؟

اللہ کریم جل وعلا کا ارشادِ گرامی ہے:

قَالَ لَهُ مُوسَى هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا

یعنی حضرت موسی علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام نے سیدنا خضر علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام سے

فرمایا: کیا میں آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے اس بھلائی سے تعلیم دیں جو آپ سکھائے گئے ؟

(سورۂ کہف آیت 66)

اس آیۂ مقدسہ کے تحت قاضی ثناء اللہ نقشبندی پانی پتی (متوفی 1225ھ) فرماتے ہیں:

وهذه الاية دليل على ان المفضول قد يكون له فضل جزئى على من هو أفضل منه

اور یہ آیت اس بات پہ دلیل ہے کہ بعض اوقات مفضول کے لیے اپنے آپ سے افضل پر فضلِ جزئی حاصل ہوتا ہے۔

(تفسیر مظہری 50/6 ، 51)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تو مطلق مفضول کی بات کی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالی نے تو اس سے آگے کی بات کی، فرماتے ہیں:

اگر در جزئی از جزئیات غیر نبی را بر نبی فضل متحقق شود باکے نیست بلکه واقع است۔

اگر جزئیات میں سے کسی جزئی میں غیرِ نبی کی نبی پر فضیلت متحقق ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ ایسا واقع ہے۔

(مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب نمبر 192)

مسئلۂِ افضلیت کا عنوان دے کر امت میں فتنہ کھڑا کرنے والوں سے پوچھنا چاہوں گا کہ:

اگر غیر نبی کے فضلِ جزئی سے مقامِ نبوت پر حملہ نہیں بنتا تو پھر مولائے کائنات کے فضلِ جزئی سے افضلیتِ سیدنا ابو بکر صدیق پہ حملے کیسے ہو جاتا ہے ؟؟؟

تم لوگوں کی روش تو خالص وہابیہ والی ہے، ان کی نظر میں ہر تیسری بات سے توحید پہ حملہ بن جاتا ہے اور تمہاری نظر میں ہر دوسری بات سے افضلیتِ سیدنا صدیقِ اکبر خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

قال:

مذکورہ بالا حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے ایک تفضیلیت زدہ شخص نے اس کی کل 6 اسناد ذکر کی ہیں۔

اقول بحول اللّٰہ تعالی وقوتہ:

مضمون نویس صاحب اپنی معلومات اپ ڈیٹ کر لیں، ان "تفضیلیت زدہ" لوگوں میں "شیخِ محقق اور اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان" کا نام بھی موجود ہے جیسا کہ ہم سطورِ بالا میں ذکر کر چکے۔

ثم اقول و باللہ التوفیق:

مولائے کائنات کی صدیقیتِ کبری فقط 6 طرق سے نہیں بلکہ 6 سے زائد طرق سے عبارۃً، دلالۃً ثابت ہے۔

ثم اقول بعون اللّٰہ تعالی وتائیدہ:

مولائے کائنات کی صدیقیتِ کبری پر دال احادیثِ طیبہ 6 سے زائد اسانید کے ساتھ موجود ہیں لیکن اگر ہم فقط 6 طرق ہی کی بات کریں تو کیا ایسی روایت جو 6 مختلف اسانید سے مروی ہو، وہ طرق کے تعدد کے باوجود بابِ مناقب میں معتبر نہیں ہوتی؟

علامہ ابنِ حجر مکی الصواعق میں امام بیہقی سے ناقل، فرمایا:

وَهَذِه الْأَسَانِيد وَإِن كَانَت ضَعِيفَة لَكِنَّهَا إِذا ضم بَعْضهَا إِلَى بعض أحدثت

قُوَّة

یہ اسانید اگرچہ ضعیف ہیں لیکن جب بعض کو بعض سے ملایا جائے تو قوت پیدا کرتی ہیں۔

(الصواعق المحرقة 536/2)

محقق علی الاطلاق امام ابن الہمام رحمہ اللہ تعالی نے فتح القدیر میں فرمایا:

وَعَنْ هَذَا جَازَ فِي الْحَسَنِ أَنْ يَرْتَفِعَ إِلَى الصِّحَّةِ إِذَا كَثُرَتْ طُرُقُهُ، وَالضَّعِيفُ يَصِيرُ حُجَّةً بِذَلِكَ لِأَنَّ تَعَدُّدَهُ قَرِينَةٌ عَلَى ثُبُوتِهِ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ

بنابریں: جب حدیثِ حسن کے متعدد طرق ہوں تو جائز ہے کہ وہ درجۂ صحت تک پہنچ جائے اور اس (یعنی تعددِ طرق) کی وجہ سے ضعیف حجت بن جاتی ہے۔ کیونکہ حدیث کے طرق کا تعدد اس کے نفسِ امر میں ثبوت کا قرینہ ہے۔

(فتح القدير 446/1)

علامہ علی قاری فرماتے ہیں:

قُلْتُ: لِهَذَا الْحَدِيثِ طُرُقٌ ذَكَرَهَا الطَّحَاوِيُّ، وَتَعَدُّدُ الطُّرُقِ يُبْلِغُ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ إِلَى حَدِّ الْحَسَنِ

میں کہتا ہوں: اس حدیث کے کئی طرق ہیں جنہیں امام طحاوی نے ذکر کیا اور طرق کا تعدد حدیثِ ضعیف کو حسن کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔

(مرقاة المفاتيح 795/2)

اور علامہ جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ پھر علامہ محمد طاہر فتنی متوفی 986ھ رقمطراز ہیں:

الْمَتْرُوك وَالْمُنكر إِذا تعدّدت طرقه ارْتقى إِلَى دَرَجَة الضعيف الْقَرِيب بل رُبمَا ارْتقى إِلَى الْحسن

متروک و منکر کے جب متعدد طرق ہوں تو وہ ضعیفِ قریب تک جا پہنچتی ہے اور بسا اوقات درجۂ حسن تک بلند ہو جاتی ہے۔

(التعقبات ص 341 ح 317 ، تذكرة الموضوعات ص 97)

تعددِ طرق منکر ومتروک کو ضعیف قریب بلکہ بسا اوقات حسن بنا دیتا ہے اور حدیث بابِ اعمال میں بھی معتبر ہو جاتی ہے۔ لیکن اسے مولائے کائنات کی مظلومیت قرار دیجیے کہ آپ کے مناقب میں وارد ہونے والی احادیث جن میں سے بعض تنہا حجیت کی صلاحیت رکھتی ہیں اور اگر بعض کی اسانید پہ کلام ہے تو تعددِ طرق موجود ہے، لیکن اس کے باوجود بابِ مناقب میں بھی نہیں مانی جارہیں۔فالی اللہ المشتکی

قال:

مذکورہ حدیث ان چھ راویوں سے مروی ہے،ہر ایک کی روایت پر محدثین وائمۂ جرح وتعدیل نے کہا فرمایاہے؛ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ

ابن جوزی: "موضوع" (موضوعات ابن جوزی ۲/۱۰۲)

اقول بحول اللہ وعونہ:

کسی حدیث کو موضوع قرار دینے کے لیے تنہا ابنِ جوزی کا حوالہ دینا ایسا ہی ہے جیسے میلاد شریف کی حرمت پہ کسی وہابی کا حوالہ دینا۔ابنِ جوزی کا اس باب میں تساہل معروف ہے حتی کہ علامہ سیوطی کے مطابق ابنِ جوزی نے صحاح بلکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی بعض روایات کو موضوع قرار دے دیا، ایسی حالت میں کسی حدیث کو موضوع بتانے کے لیے تنہا ابنِ جوزی کا حوالہ نیک نیتی کی علامت نہیں ہو سکتا۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

قد أَكْثر ابْن الْجَوْزِيّ فِي الموضوعات من إِخْرَاج الضَّعِيف بل وَمن الحسان وَمن الصِّحَاح كَمَا نبه عَلَيْهِ الْحفاظ وَمِنْهُم ابْن الصّلاح وَقد ميز فِي حيزه ثَلَاثمِائَة حَدِيث وَقَالَ لَا سَبِيل إِلَى إدراجها فِي الموضوعات فَمِنْهَا حَدِيث فِي صَحِيح مُسلم وَفِي صَحِيح البُخَارِيّ رِوَايَة حَمَّاد بن شَاكر وَأَحَادِيث فِي بَقِيَّة الصِّحَاح وَالسّنَن وَنقل فِيهِ عَن أَحْمد بن أبي الْمجد أَنه قَالَ وَمِمَّا وَلم يصب فِيهِ ابْن الْجَوْزِيّ إِطْلَاقه الْوَضع بِكَلَام قَائِل فِي بعض رُوَاته فلَان ضَعِيف أَو لَيْسَ بِقَوي أَو لين فَحكم بِوَضْعِهِ من غير شَاهد عقل وَنقل وَمُخَالفَة كتاب أَو سنة أَو إِجْمَاع وَهَذَا عدوان ومجازفة

(تذكرة الموضوعات للفتنی ص3 ، 4)

قال:

امام ذہبی: "فیہ محمد بن عبید واہ، و علی بن ھاشم شیعی و عباد رافضی" (ترتیب الموضوعات ص۱۰۰)

اقول و باللہ التوفیق:

اولاً:

حافظ ذہبی ابنِ تیمیہ سے متاثر تھے اور اہلسنت کے خلاف ان کا تعصب معروف ہے۔

حافظ ذہبی کے تلمیذ علامہ تاج الدین سبکی متوفی 771ھ فرماتے ہیں:

هو شيخنا ومعلمنا غير أن الحق أحق أن يتبع وقد وصل من التعصب المفرط إلى حد يسخر منه وأنا أخشى عليه يوم القيامة من غالب علماء المسلمين وأئمتهم الذين حملوا لنا الشريعة النبوية

حافظ ذہبی ہمارے شیخ و معلم ہیں لیکن حق اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ حافظ ذہبی تعصب کی اس حد پر تھے کہ آپ کا مذاق اڑایا جاتا تھا اور مجھے روزِ قیامت ان علمائے اسلام اور ائمۂ دین جنھوں نے ہمارے لیے شریعتِ نبویہ کو اٹھائے رکھا، ان کی طرف سے حافظ ذہبی پر خوف ہے۔

(طبقات الشافعیۃ الکبری 13/2)

چند صفحات بعد کہا:

وأما تاريخ شيخنا الذهبي غفر الله له فإنه على حسنه وجمعه مشحون بالتعصب المفرط لا واخذه الله فلقد أكثر الوقيعة في أهل الدين أعني الفقراء الذين هم صفوة الخلق واستطال بلسانه على كثير من أئمة الشافعيين والحنفيين ومال فأفرط على الأشاعرة ومدح فزاد في المجسمة

ہمارے شیخ ذہبی اللہ تعالی ان کی بخشش فرمائے، آپ کی تاریخ حسن و جامعیت کے ہوتے ہوئے بھی انتہائی تعصب سے بھری پڑی ہے۔ اللہ انہیں مواخذہ سے محفوظ رکھے، انہوں نے دینداروں یعنی فقراء جو مخلوق کے پسندیدہ ترین افراد ہیں، ان کی بہت زیادہ برائی کی ہے اور کثیر شافعی اور حنفی ائمہ پر زبان درازی کی ہے۔ حملہ آور ہوئے تو اہلسنت اشاعرہ کے معاملے میں حد سے گزر گئے اور تعریف کو آئے تو فرقہ مجسمہ (ابنِ تیمیہ کے پیروکاروں) کی اضافی تعریف کی۔

(طبقات الشافعیۃ الکبری 22/2)

حافظ ذہبی کے تعصب کی واضح مثال:

حافظ ذہبی کے تعصب کی فقط ایک مثال پیش کرتا ہوں جس سے ہر عقل مند کو حافظ ذہبی کا مزاج سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔

حافظ ذہبی نے سیدنا امام محمد باقر کے بارے میں خود سیر اعلام النبلاء میں لکھا:

وُلِدَ: سَنَةَ سِتٍّ وَخَمْسِيْنَ

یعنی آپ کی ولادت 56ہجری میں ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء **401/4**)

العبر میں"سنة ثمان وستين"کے تحت کہا:

وفيها توفي رباني الأمة عبد الله بن عباس الهاشمي الفقيه المفسر الحبر البحر، بالطائف، عن إحدى وسبعين سنة.

یعنی68 ہجری میں ربانئ امت سیدنا عبد اللہ بن عباس ہاشمی فقیہ مفسر حبر بحر کا طائف میں 71 سال کی عمر میں وصال ہوا۔

(العبر فی خبر من غبر **56/1**)

سیدنا امام محمد باقر کی ولادت اور حضرت عبد اللہ بن عباس کی وفات کو خود حافظ ذہبی کے قول کے مطابق دیکھا جائے تو حضرت عبد اللہ بن عباس کے وصال کے وقت حضرت امام محمد باقر کی عمر12سال بنتی ہے۔

لیکن بیڑا غرق ہو تعصب کا جس نے اربابِ علم کو بھی انصاف سے دور کر دیا،یہی حافظ ذہبی "رسالة طرقِ حديث من كنت مولاه فعلي مولاه" میں ایک حدیث پہ گفتگو کرتے ہوئے لکھتے

ہیں:

وأبو جعفر لم يلق ابن عباس

یعنی ابو جعفر امام محمد باقر کی عبد اللہ بن عباس سے ملاقات نہ ہوئی۔

(رسالۃ طرق حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ص**24**)

کیا کوئی ہوشمند ایسی بات کر سکتا ہے؟

ایک ہی شہر مدینۃ الرسول ﷺ میں رہنے والی دو ہستیاں، ایک ہی خاندان کے دو عظیم افراد 12 سال تک ایک ہی شہر میں رہتے ہیں لیکن ملاقات نہیں ہو پاتی۔۔۔ کیا اسے کوئی شخص انصاف کا نام دے سکتا ہے؟

مدینۃ الرسول ﷺ جس میں مسجدِ رسول ﷺ موجود ہے، اس مقدس مسجد میں اطراف واکنافِ عالم سے آنے والے لوگ ایک ایک دن میں کئی کئی بار ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ لیکن کس قدر حیرت کی بات ہے کہ نواسۂ رسول ﷺ اور ابنِ عمِ رسول ﷺ 12 سال تک اسی مسجد میں نمازیں اداء کرتے رہے لیکن آپس میں ملاقات نہ کر سکے۔۔۔!!!

ہم اہلِ علم کا ضعف نہیں بیان کرنا چاہتے لیکن جب لب کشائی کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو اظہارِ حق واجب ہو جاتا ہے۔

پس جب حافظ ذہبی کے تعصب کی یہ کیفیت ہے تو کیا کوئی دانشمند آنکھیں بند کر کے حافظ ذہبی کی تنقید کو مان سکتا ہے؟

ثانیا:

جن رُواتِ حدیث کو لے کر مولائے کائنات کو صدیقِ اکبر ماننے سے انکار کرنے کی کوشش کی

گئی ان میں سے ایک ہیں:

محمد بن عبید:

محمد بن عبید پہ جرح ضرور موجود ہے لیکن اس کے باوجود محمد بن عبید کو "وضاع" شمار نہیں کیا گیا۔ رہی بات جرح کی تو تعدد طرق سے وہ کمی لائقِ تحمل ہے۔

دوسرے راوی ہیں:

علی بن ھاشم:

علی بن ہاشم کی روایت محمد بن عبید اللہ سے ہے اور ان سے روایت میں علی بن ہاشم متفرد نہیں۔ احمد بن عمرو بن عبد الخالق نے بھی اس حدیث کو محمد بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے اور ان کی روایت مناقبِ علی لابن مردویہ میں موجود ہے۔

(مناقبِ علی لابن مردویہ حدیث 37)

تیسرے راوی ہیں:

عباد:

علی بن ہاشم سے عباد بن یعقوب عزرمی متفرد نہیں۔ بلکہ:

- ✓ الامالی الخمیسیۃ للشجری میں علی بن ہاشم سے حسین اشقر
- ✓ التاریخ الکبیر لابن ابی حیثمۃ اور مناقب علی لابن مردویہ میں عبد السلام بن صالح
- ✓ تاریخِ دمشق اور فرائد السمطین میں سفیان بن بشر اسدی
- ✓ اور فرائد السمطین ہی کے دوسرے طریق میں ابو الصلت ہروی راوی ہیں۔

(ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری حدیث 705 ، التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمۃ 384 ، مناقب علی لابن مردویہ حدیث 35 ، تاریخِ دمشق 42/42 ، فرائد السمطین 140/1)

مجھے یقین ہے کہ اگر بات مناقبِ مولائے کائنات کی نہ ہوتی تو اس سے کم درجے میں بھی حدیث کو معتبر مان لیا جاتا، لیکن چونکہ بات مولائے کائنات کی ہے اس لیے دسیوں متابعات

بھی جمع ہو جائیں جب بھی سنیت کے ٹھیکیداروں کے ہاں روایتِ "نا قابلِ بیان" ہی رہے گی۔

قال:

۱/۲۔ عن ابی ذر الغفاری و سلیمان الفارسی

امام ابن کثیر: " منکرا جدا" (جامع المسانید و السنن ۴۳۸۶)

اقول و باللہ التوفیق:

حیرت ہے اس قوم پر، ماننے کو آتے ہیں تو کسی کو بھی "امام" مان لیتے ہیں اور انکار پہ آتے ہیں تو مولائے کائنات کے مناقب کا انکار کرتے ہیں۔

اپنے نام کے ساتھ "برکاتی، امجدی" لکھنے کے باوجود حافظ ابنِ کثیر کو "امام" ماننا شاید مولائے کائنات کے مناقب کی نفی ہی کے لیے ہے۔ ورنہ حافظ ابنِ کثیر ابنِ تیمیہ کے شاگرد اور انہی کی فکر کے حامل ہیں اور ابنِ تیمیہ کی فکر کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

حافظ ابن حجر حافظ ابنِ کثیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

أخذ عَن ابْن تَيْمِية ففتن بحبه وامتحن لسببه

ابنِ کثیر نے ابنِ تیمیہ سے سیکھا اور ابنِ تیمیہ کی محبت میں آزمائش میں پڑ گئے اور انہی کی وجہ سے گرفتارِ امتحان ہوئے۔

(الدرر الكامنة 445/1)

یہی وجہ ہے کہ جب حافظ ابنِ کثیر نے ابراہیم بن محمد بن ابی بکر سے جھگڑے کے دوران کہا:

أَنْت تكرهني لأنني أشعري

تم مجھے اس لیے ناپسند کرتے ہو کیونکہ میں اشعری ہوں۔

تو جواب میں ابراہیم بن محمد نے کہا:

لَو كَانَ من رَأسك إِلَى قدمك شعر مَا صدقك النَّاس فِي قَوْلك أَنَّك أشعري وشيخك ابْن تَيْمِية

اگر تمہارے سر سے پاؤں تک بھی بال ہوں جب بھی لوگ تمہارے اشعری ہونے کے دعوی کو نہیں مانیں گے، جبکہ تمہارے شیخ ابنِ تیمیہ ہیں۔

(الدرر الكامنة **1/65**)

ثم اقول:

حافظ ابنِ کثیر کے قول کو مان لیا جائے جب بھی "منکر جدا" تعدد طرق سے ضعیف اقرب بلکہ درجۂ حسن تک مرتقی ہو جاتی ہے جیسا کہ سطورِ بالا میں مذکور رہوا۔

قال:

امام ہیثمی: " فیہ عمرو بن سعید المصری وھو ضعیف" (مجمع الزوائد ۹/۱۰۵)

اقول و بالله التوفيق:

اولا:

تعددِ طرق کے ہوتے ہوئے عمرو بن سعید مصری کا ضعف مضر نہیں۔

نیز:

یہ بابِ مناقب ہے اور بابِ مناقب میں ضعیف حدیث مقبول ہے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رقمطراز ہیں:

الذی اطبق علیه ائمتنا الفقہاء والاصولیون والحفاظ ان الحدیث الضعیف حجة فی المناقب کما انه باجماع من یعتد به حجة فی فضائل الاعمال۔

جس پہ ہمارے ائمۂ فقہاء اور اصولیوں اور حفاظِ حدیث کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ مناقب میں

حدیثِ ضعیف حجت ہے۔ جیسا کہ وہ لائقِ اعتبار لوگوں کے اجماع سے فضائلِ اعمال میں حجت ہے۔

(تطہیر الجنان لابن حجر الہیتمی ص 53)

مولوی صاحب کی بدحواسی:

قال:

امام ابن حجر عسقلانی: " اسنادہ واھی، و محمد متھم، و عباد من کبار الروافض، و ان کان صدوقا فی الحدیث" (مختصر البزار ۳۰۱/۳)

اقول بتوفیق اللّٰہ وعونہ:

مولوی صاحب بغضِ مولائے کائنات میں پاگل ہو چکے ہیں۔ جس سند پہ گفتگو کر رہے ہیں وہ طبرانی کی معجم کبیر کے مطابق اس طرح ہے:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ الْوَزِيرُ الْأَصْبَهَانِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ، ثنا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ أَبِي سُخَيْلَةَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، وَعَنْ سَلْمَانَ

(المعجم الکبیر للطبرانی **6184**)

اس سند میں محمد بن عبید اللہ اور عباد کا نام و نشان ہی نہیں جن کو لے کر مولوی صاحب اعتراض کر رہے ہیں۔

جن لوگوں کو اتنی بھی ہوش نہیں کیا وہ لوگ اہلِسنت کی ترجمانی کریں گے ؟

حافظ ابنِ حجر کی گفتگو کو مختصر البزار سے لیا، اور جس حدیث پہ طبع آزمائی کر رہے ہیں وہ مسند بزار میں موجود ہی نہیں۔

یہ تو ان حضرات کی عقلی کیفیت ہے، اور چلے ہین دنیا کو سمجھانے۔۔۔

بریں عقل ودانش ببایدگریست۔۔۔!!!

قال:

شوکانی: " فیہ عمر بن سعید المصری وفیہ ضعف" (درالسحابۃ ۱۴۰)

اقول بتوفیق اللّٰہ وعونہ:

بغضِ مولائے کائنات میں یہ لوگ اتنا گر چکے ہیں کہ ایک طرف اپنے آپ کو "امجدی برکاتی" لکھتے ہیں اور دوسری طرف شوکانی غیر مقلد کی کلام سے استناد کرتے ہیں۔

ظاہر ہے جب مولائے کائنات کو نہ مانیں گے تو اس قسم کے لوگوں ہی کو مانیں گے ، اہلِسنت کے سانچے میں رہتے ہوئے تو مولائے کائنات کے کمالات کا انکار کرنے کی گنجائش نہیں۔

دارالعلوم احسن البرکات کی انتظامیہ کے نام پیغام:

اور میں اس مضمون کے توسط سے "دار العلوم احسن البرکات مارہرہ مطہرہ" کے منتظمین سے بھی پوچھنا چاہوں گا کہ:

کیا منتظمین بھی مولائے کائنات کے مناقب کے انکار کے لیے غیر مقلدین، ابنِ تیمیہ اور اس کے پیروکاروں کے کلام سے استناد پر ایمان رکھتے ہیں یا اس غداری کا ارتکاب فقط دار العلوم کے اساتذہ ہی کر رہے ہیں؟

اگر خود دار العلوم اس میں ملوث ہے تو پھر شکایت کس سے کی جائے؟

اور اگر یہ غداری اساتذہ کی طرف سے ہو رہی ہے تو دار العلوم کی انتظامیہ کو اس پہ نوٹس لینا چاہیے کہ یہ ناہنجار دار العلوم کا نمک کھا کر جس فکر کو پروان چڑھا رہے ہیں اس کا فکرِ اہلِسنت سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔!!!

قال:

یہ استنادی حیثیت تھی پہلے اور دوسرے طریق کی۔اب تیسرے طریق کو ملاحظہ کیجیے__

۳۔ اَبو لیلیٰ الغفاری رضی اللہ عنہ

ابن عبد البر:" فیہ اسحاق بن بشر ممن لا یحتج بنقلہ اذا انفرد لضعفہ و نکارۃ حدیثہ" (الستیعاب ۳۰۷/۴)

اقول بتوفیق اللّٰہ تعالی:

مولوی صاحب نے دو چار کلمات یاد کر لیے ہیں لیکن ان کے معانی سے سراسر غافل بلکہ جاہل ہیں۔ انہیں نہ تو اس بات کی خبر ہے کہ ان کی گفتگو کس باب میں چل رہی ہے اور نہ ہی وہ کلماتِ مذکورہ کا مفہوم سمجھنے کی لیاقت رکھتے ہیں۔

ابنِ عبد البر نے کہا:

لا یحتج بنقلہ اذا انفرد اھ

مولوی صاحب کو کوئی سمجھائے کہ اربابِ فن کے ہاں "**لا یحتج بہ**" کے معنی کیا ہیں؟

اگر انہیں کوئی اور نہیں سمجھانے والا تو ہمیں سمجھائے دیتے ہیں کہ "**لا یحتج بہ**" کا اطلاق حدیث کے یکسر غیر معتبر ہونے کے لیے نہیں کیا جاتا اور نہ ہی یہ ضعفِ شدید کے کلمات سے ہے۔ اس کا استعمال وہاں ہوتا ہے جب کسی راوی کی روایت منفردا بابِ اعمال میں لائقِ استدلال نہ ہو، رہی بات بابِ مناقب کی تو اس باب میں اسے قبول کیا جاتا ہے۔

ابنِ رجب حنبلی متوفی 795ھ رقمطراز ہیں:

وأما ما ذكره الترمذي أن الحديث إذا انفرد به من هو متهم بالكذب، أو من هو ضعيف في الحديث، لغفلته، وكثرة خطئه، ولم يعرف ذلك الحديث إلا من حديثه، فإنه لا يحتج به، فمراده: أنه لا يحتج به في

الأحكام الشرعية والأمور العملية وإن كان قد يروى حديث بعض هؤلاء في الرقائق والترغيب والترهيب.

(شرح علل الترمذی **371/1**)

چند صفحات بعد کہا:

وقد ذكر الترمذي أن هؤلاء وأمثالهم ممن تكلم فيه من قبل حفظه، وكثرة خطئه لا يحتج بحديث أحد منهم إذا انفرد. يعني في الأحكام الشرعية والأمور العلمية، وأن أشد ما يكون ذلك إذا اضطرب أحدهم في الإسناد. فزاد فيه أو نقص، أو غير الإسناد أو غير المتن، تغييرا يتغير به المعنى.

(شرح علل الترمذی **423/1**)

علامہ عراقی نے الفیہ میں "**لا يحتج به**" کو پانچویں درجے میں ذکر کرنے کے بعد جو گفتگو کی وہ علامہ سخاوی کی شرح کے ساتھ کچھ اس طرح ہے:

وَالْحُكْمُ فِي الْمَرَاتِبِ الْأَرْبَعِ الْأُوَلِ أَنَّهُ لَا يُحْتَجُّ بِوَاحِدٍ مِنْ أَهْلِهَا، وَلَا يُسْتَشْهَدُ بِهِ، وَلَا يُعْتَبَرُ بِهِ (وَكُلُّ مَنْ ذُكِرْ مِنْ بَعْدِ) لَفْظِ: لَا يُسَاوِي (شَيْئًا) ، وَهُوَ مَا عَدَا الْأَرْبَعَ (بِحَدِيثِهِ اعْتُبِرْ) أَيْ: يُخَرَّجُ حَدِيثُهُ لِلِاعْتِبَارِ ; لِإِشْعَارِ هَذِهِ الصِّيَغِ بِصَلَاحِيَةِ الْمُتَّصِفِ بِهَا لِذَلِكَ، وَعَدَمِ مُنَافَاتِهَا لَهَا.

(فتح المغيث **129/2**)

اسی میں ہے:

هَذَا الْقِسْمُ لَا يُحْتَجُّ بِهِ كُلُّهُ، بَلْ يُعْمَلُ بِهِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ، وَيُتَوَقَّفُ عَنِ الْعَمَلِ بِهِ فِي الْأَحْكَامِ، إِلَّا إِذَا كَثُرَتْ طُرُقُهُ، أَوْ عَضَّدَهُ اتِّصَالُ عَمَلٍ، أَوْ مُوَافَقَةُ شَاهِدٍ صَحِيحٍ، أَوْ ظَاهِرُ الْقُرْآنِ

(فتح المغيث **94/1**)

یہ ساری گفتگو تو اس وقت ہوگی جب راوی متفرد ہو، ایسی صورت میں حدیث عقائد و اعمال میں استدلال کے لائق نہیں سمجھی جاتی، مناقب و فضائل میں مذکور ہو سکتی ہے۔ اور اگر کثرتِ طرق سے تعضید مل جائے تو اب اعمال میں بھی لائقِ استدلال ہو سکتی ہے۔ اور ما نحن فیہ میں "بابِ مناقب" ہے نہ کہ "بابِ اعمال" اس باب میں تو یہ روایات بغیر کثرتِ طرق کے بھی معتبر تھیں اور اب تو طرقِ متعددہ موجود ہیں جس کا خود مولوی صاحب کو بھی اعتراف ہے۔

مولوی صاحب!

کچھ خدا کا خوف کریں اور بغضِ مولائے کائنات سے توبہ کریں۔

قال:

۴۔ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

عقیلی: " فیہ داھر بن یحیٰ الرازی کان ممن یغلو فی الروافض لایتابع علیہ حدیثہ" (الضعفاء الکبیر ۲ / ۴۷)

ابن عدی: " فیہ عبد اللہ بن یحیٰ بن داھر عامۃ مایرویہ فی فضائل علی وھو متھم" (۵ / ۳۷۹)

ابن جوزی: " موضوع" (موضوعات ابن جوزی ۲ / ۱۰۳)

امام ذہبی: " فیہ عبد اللہ بن داھر من غلاۃ القوم وضعفائھم "(ترتیب الموضوعات ۱۰۰)

ایضا قال: قد اغنی اللہ علیاً اَن تقرر مناقبہ بالأکاذیب و الاباطیل" (میزان الِاعتدال ۲ / ۴۱۶)

" باطل" (ایضاً ۲ / ۳)

اقول و باللہ التوفیق:

ابنِ جوزی کا موضوع کہنا غیر معتبر ہے اور حافظ ذہبی کی کیفیت بھی سطورِ بالا میں مذکور ہو

چکی۔

رہی بات عبد اللہ بن داہر وغیرہ کی تو ان پر کی گئی جرح اسے تعدد طرق کے ہوتے ہوئے بابِ فضائل میں اعتبار سے نہیں نکالتی۔

دعوتِ انصاف:

لیکن میں یہاں عباد بن یعقوب الرواجني کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا جس کی حدیث امام بخاری جیسی شخصیت نے اپنی اہم ترین کتاب " صحیح البخاری" میں روایت کی ، ان عباد بن یعقوب رواجنی کے بارے میں ابنِ حبان کا کہنا ہے:

وكان رافضيا داعية إلى الرفض ومع ذلك يروي المناكير عن أقوام مشاهير فاستحق الترك

یعنی عباد بن یعقوب رافضی تھا اور (محض بد عقیدہ نہیں بلکہ) رفض کا داعی تھا اور اس کے ساتھ ساتھ مشاہیر قوم سے مناکیر روایت کرتا، پس مستحقِ ترک ہے۔

(المجروحين 172/2)

میں جانتا ہوں کہ امام بخاری کے لیے عذر موجود ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ جس قسم کا عذر امام بخاری کے لیے کیا جائے گا، کیا اس قسم کا عذر شانِ مولائے کائنات کے بیان میں نہیں کیا جا سکتا؟

امام بخاری ایک رافضی نہیں بلکہ داعیۂ رفض کی حدیث اپنی اس کتاب میں لائیں جس میں حدیثِ صحیح کا التزام کیا ہو تو امام بخاری کے لیے جائز قرار پائے۔۔۔ تو کیا بابِ مناقب میں اس قسم کی روایت جبکہ طرقِ کثیرہ کی تعضید حاصل ہو، کیا اس کے باوجود بابِ مناقب میں ایسی روایت نہیں لائی جا سکتی؟ **مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ؟**

قال:

۵۔ عن علی کرم اللہ وجہہ الکریم

الجور قانی :" حبۃ لایساوی حبۃ کان غالباَ فی التشیع واھیا فی الحدیث" (الآباطیل و المناکیر ۱/۲۹۴)

قال ایضاَ : " باطل" (ایضاَ ۲۹۳)

اقول بتوفیق اللہ تعالی وعونہ:

رب کی شان دیکھیے کہ جیسے جوز قانی کو مولائے کائنات کی شان میں مروی احادیث "باطل" نظر آتی ہیں اور ان کے مقابل "لَا أَفْتَقِدُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي" حدیثِ "حسن" دکھائی دیتی ہے۔ حالانکہ ابن عدی، خطیب بغدادی، ذہبی، ابن جوزی و غیرہم متفق ہیں کہ یہ حدیث من گھڑت ہے۔ ابنِ عراق کنانی متوفی 963ھ لکھتے ہیں:

مِنْ حَدِيث أنس من طَرِيق عبد اللَّهِ بْنِ حَفْصٍ الْوَكِيلِ، وَهُوَ وَضَعَهُ كَمَا قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ والخطيب (قلت) قَالَ الذَّهَبِيّ فِي تَلْخِيصِ مَوْضُوعَاتِ الْجُوزَقَانِيّ: هَذَا مِنْ أَسْمَجِ الْوَضْعِ فَقَبَّحَ اللَّهُ الْوَكِيلَ فَإِنَّهُ اخْتَلَقَهُ وَقَالَ الْجُوزَقَانِيُّ بِقُلَّةِ عَقْلٍ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ انْتَهى.

وَقَالَ الْحَافِظ ابْن حجر الشَّافِعِي قَرَأْتُ بِخَطِّ ابْنِ الْجَوْزِيّ تَعَقُّبًا عَلَى الْجُوزَقَانِيّ فِي قَوْلِهِ الْمَذْكُورِ: نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ فَإِنَّ مُصَنِّفَ هَذَا الْكِتَابِ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ مَوْضُوعٌ انْتهى وَاللهُ تَعَالَى أعلم

(تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ 7/2)

یہی حال دورِ حاضر کے متعصبین کا ہے، انہیں بھی مولائے کائنات کی شان میں کوئی حدیث معتبر نہیں لگتی لیکن مولائے کائنات کی ذاتِ والا سے ہٹ کر اگر ان کی جیب دیکھی جائے تو ایسی ایسی خرافات بھر کر رکھی ہوئی ہیں کہ خدا کی پناہ۔۔۔!!!

قال:

ابن جوزی: " لایصح" (العلل المتناھیۃ۲/ ۹۴۴)

اقول بحول اللّٰہ تعالی وقوته:

"لایصح" کے پیشِ نظر کسی حدیث کو بابِ مناقب کے لائق نہ سمجھنا یا تو جہالت ہے یا تعصب۔

علامہ علی قاری فرماتے ہیں:

قول السخاوي لا يصح لا ينافي الضعف والحسن

(الاسرار المرفوعة ص349)

مرقاۃ المفاتیح میں فرمایا:

وَقَالَ ابْنُ الْهَمَّامِ: وَقَوْلُ مَنْ يَقُولُ فِي حَدِيثٍ أَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ إِنْ سَلِمَ لَمْ يُقْدَحْ ؛لِأَنَّ الْحُجَّةَ لَا تَتَوَقَّفُ عَلَى الصِّحَّةِ، بَلِ الْحَسَنُ كَافٍ

(مرقاة المفاتيح 795/2)

الاسرار المرفوعہ میں فرمایا:

رواه ابن عساكر عن بعض عمات النبي صلى الله عليه وسلم وقال شاذ لا يصح انتهى وهو يفيد أنه غير موضوع كما لا يخفى

(الاسرار المرفوعة ص486)

\-----------

قال:

قال ایضاً:" موضوع" (موضوعات ابن جوزی ۹۹/ ۲)

اقول:

ہم ذکر کر چکے کہ: ابنِ جوزی کا کسی حدیث کے موضوع ہونے کا دعوی غیر معتبر ہے جب تک کہ اہلِ انصاف و معتدل مزاج علماء اس کی تائید نہ کریں۔

\-----------

مُبْغِضِیْنِ مولائے کائنات ابنِ تیمیہ کے پیروکار:

قال:

ابن تیمیہ:" موضوع" (منہاج السنۃ ۲/۳۶۸)

اقول:

آہستہ آہستہ بلی تھیلے سے باہر نکل رہی ہے۔

ہم تو ایک عرصے سے کہتے چلے آ رہے ہیں کہ بر صغیر پاک وہند کے مولویوں کی ایک بڑی تعداد ابنِ تیمیہ کی فکر کی پیروکار بن چکی ہے اور اس سارے شور شرابے کے پیچھے یزید کے لیے میدان ہموار کیا جارہاہے۔

کچھ عرصہ پہلے تک یہ حضرات باتیں وہی کرتے تھے جو کئی سال پہلے ابنِ تیمیہ نے کی ہیں لیکن ابنِ تیمیہ کا حوالہ دینے سے ڈرتے تھے کیونکہ اگر ابنِ تیمیہ کا حوالہ دیں گے تو چہرے پہ اوڑھا ہوا منافقت کا نقاب اترنے کا اندیشہ تھا۔

ابنِ تیمیہ نے اپنی کتابوں میں برملا لکھا:

إِنَّ يَزِيدَ لَمْ يَأْمُرْ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ النَّقْلِ

(مجموع الفتاوی 410/3 ، منہاج السنۃ 472/4)

کچھ عرصہ پہلے کراچی کے ایک مفتی صاحب جو "نسلی دیوبندی" ہیں لیکن تقیہ کا پردہ اوڑھے اہلِسنت کی صفوں میں گھسے ہوئے ہیں اور ملکِ پاکستان میں پھیلنے والی ناصبیت کی سربراہی کر رہے ہیں، موصوف نے کچھ عرصہ پہلے ٹیلیویژن پہ بیٹھ کر یہی تحقیق پیش کی تھی جو ابنِ تیمیہ کی ہے، لیکن حوالے دینے سے ڈر لگ رہا تھا۔

لیکن اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میدان کافی ہموار ہو چکا ہے تو اب مولائے کائنات کے مناقب کے مقابل کھل کر ابنِ تیمیہ کے حوالے دیئے جارہے ہیں۔

ہم نہیں چاہتے کہ ایسا وقت آئے لیکن روش بتارہی ہے کہ عنقریب یزید (لعنۃ اللہ تعالی علیہ وعلی محبیہ ومؤیدیہ لعنۃ دائمۃ ابدا) کو بھی کھل کر لانچ کیا جانے والا ہے۔

قال:

۶۔ عن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ

مذکورہ حدیث آپ سے مروی تلاش بسیار کے بعد بھی نہ ملی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اقول بتوفیق اللہ تعالی:

جب یہ حدیث نہ ملی تو دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ حتمی حکم بیان کرنے سے کف لسان کیا جاتا، لیکن یہ کام تو وہ کرے گا جس میں انصاف نام کی کوئی چیز ہوگی اور اگر انصاف ہوتا تو مولائے کائنات کی اس منقبت کے ابطال کے لیے ہر گز طبع آزمائی نہ کرتے۔

قال:

اس پوری تفصیل کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ حدیث اس قابل نہیں کہ اس کو بیان کیا جائے۔

اقول بتوفیق اللہ تعالی:

اس پوری تفصیل سے یہ واضح ہوا ہے کہ:

آپ ایک طرف جاہل ہیں اور دوسری طرف مولائے کائنات کے مناقب ہضم نہیں کر سکتے اور اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ آپ ابنِ تیمیہ کی فکر کو بھولے بھالے سنیوں کے بیچ پھیلانا چاہتے ہیں۔

قال:

اوریہی وجہ بنی کہ علمائے اہل سنت نے اس کو اپنی کتابوں میں جگہ نہیں دی۔

قال:

اوپر دسیوں کتابوں کے حوالہ جاتے گزرے، کیا وہ علمائے اہلِسنت نہیں؟

کیا شیخِ محقق سنی نہیں؟

کیا مولانا احمد رضا خان سنی نہیں؟

کیا علامہ عبد الرؤف مناوی سنی نہیں؟

کیا آپ کی نظر میں ابنِ تیمیہ سنی ہے؟

جہالت کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے لیکن مبغضینِ مولائے کائنات تو بے انتہا جاہل ہوتے ہیں۔

قال:

اور کئی علمانے لکھا کہ اس حدیث کا ایک راوی غالی رافضی ہے۔

اقول بتوفیق اللّٰہ تعالی:

اس سلسلے میں گفتگو سطورِ بالا میں گزر چکی۔ کتبِ صحاح میں غالی روافض موجود ہیں، پھر ان کا وجود ان کتب اور ان کی روایات کو مردود کیوں نہیں کرتا؟ **فما هو جوابكم فهو جوابنا ولله الحمد**

قال:

اور یہ بات بھی علمانے لکھی ہے کہ رافضیوں نے مولائے کائنات اور اہل بیت نبوت کی شان میں تین لاکھ حدیثیں گڑھی ہیں (معاذ اللہ)۔ کیا بعید کہ ان تین لاکھ میں سے یہ بھی ایک ہو۔

اقول بعونہ وتوفیقہ:

روافض تحت ادیم السماء بد بخت ترین قوم ہیں اور ان سے کچھ بھی بعید نہیں لیکن مُبغِضینِ مولائے کائنات کا یہ دعوی حقیقت کم اور انکارِ فضائلِ مولائے کائنات کا بہانہ زیادہ لگتا ہے۔

اور اگر مولوی صاحب اپنے اس دعوی میں سچے ہیں تو میرا مولوی صاحب کو چیلنج ہے کہ اپنے الاؤلشکر سمیت صبحِ قیامت تک اس دعوی کو ثابت کرکے دکھائیں وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

قال:

اور اس کو ایسے ہی لوگ بیان کرتے ہیں جن کی نگاہ میں سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی افضلیت کھٹکتی ہے۔

اقول بتوفیقہ تعالی:

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

سطورِ بالا میں جن ائمہ وعلماء کا ذکر ہوا کیا ان کی نگاہ میں سیدنا ابو بکر صدیق کی فضیلت کھٹکتی تھی؟

کیا علامہ شعرانی، شیخِ محقق، اعلیحضرت جیسی شخصیات کی نظروں میں سیدنا فاروقِ اعظم کی فضیلت کھٹکتی تھی؟

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

قال:

اللہ ایسے لوگوں سے سنی مسلمانوں کی حفاظت فرما۔ آمین.

اقول:

"ایسے لوگ" سنی مسلمان ہی ہیں البتہ آپ کو ناصبیت کی پان لگ گئی ہے۔

آپ کو ابنِ تیمیہ کے حوالے یاد آتے ہیں اور وہ سنی معلوم ہوتا ہے لیکن مولائے کائنات کے فضائل کے بیان پہ طبیعت بگڑ جاتی ہے۔

مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا شیر خدا مؤمن و منافق کی پہچان کا ذریعہ ہیں اور یہ صاف صاف رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی موجود ہے۔ لیکن یقینا توفیق اور ہدایت اللہ جل وعلاکے دستِ قدرت میں ہے، جسے چاہتا ہے اسی کو ہدایت دیتا ہے ورنہ ایسے لوگ بھی دنیا میں ہوئے جو علم کے ہوتے ساتے گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں جاپڑے۔۔۔

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَى بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ

اللہ جل وعلا راہِ حق پہ گامزن رکھے۔ اپنے محبوبانِ بارگاہ کی تعظیم و توقیر اور خانوادۂ رسول ﷺ کی غلامی میں زندہ رکھے اور اسی غلامی پہ مارے اور خانوادۂ رسول ﷺ کے غلاموں میں اٹھائے۔

آمین

بحرمة النبی الامین وآله الطاہرین

صلی اللہ تعالی علیه وعلی آله وصحبه اجمعین

محمد چمن زمان نجم القادری

18 رجب المرجب 1443ھ / 20 فروری 2022ء